ہسک ملوسک اور زباڈیو

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— ۸/- روپے

چلوسک ملوسک کو جب ہوش آیا تو انہوں نے اپنے آپ کو جہاز کے اندر فرش پر پڑے ہوئے دیکھا۔ جہاز کی مشینری کئی جگہ سے ٹوٹ گئی تھی کرسیاں فرش سے علیحدہ ہوکر کونے میں گری پڑی تھیں۔

چلوسک علوسک کو یہ سب کچھ دیکھکر بیحد حیرت ہوئی۔ کیونکہ انہیں تو یہی یاد تھا کہ جب وہ چمکدار سیارے کی حدود سے باہر نکل کر خلا میں آئے تھے تو ان کے جہاز نے اچانک قلابازیاں کھانی شروع کر دی تھیں اور انہوں نے اسے سنبھالنے کی بے حد کوشش کی تھی مگر بےسود جہاز مسلسل قلابازیاں کھاتا رہا اور آخرکار مسلسل قلابازیاں کھانے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئے تھے اور اب انہیں ہوش آیا تو وہ جہاز

کے فرش پر پڑے ہوئے تھے اور جہاز کسی جگہ ساکت تھا۔

چلوسک نے اٹھکر سب سے پہلے جہاز کے شیشے سے باہر دیکھا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ان کا جہاز کہاں ہے؟

"ارے ملوسک! دیکھو ہم تو واپس دنیا میں آگئے ہیں۔ یہ پہاڑ تو خالصتاً زمین کے لگتے ہیں۔" چلوسک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

اور ملوسک نے بھی اٹھکر شیشے سے باہر جھانکا اور کہنے لگا۔

"بالکل بالکل یہ واقعی دنیا ہے۔ ہم کسی پہاڑ کے دامن میں موجود ہیں۔" ملوسک نے جواب دیا۔

"ٹھہرو مجھے جہاز کا گراف دیکھنے دو شاید یہ دنیا نہ ہو۔ دنیا سے ملتا جلتا کوئی سیارہ ہو۔" چلوسک نے کہا اور پھر اس نے جھک کر جہاز کا ایک ڈائل دیکھنا شروع کر دیا۔

"ہم اصلی زمین پر پہنچ گئے ہیں ملوسک! اسی زمین پر جہاں سے ہم چلے تھے۔" چلوسک نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا گراف بتاتا ہے کہ ہم زمین پر ہیں؟" ملوسک نے پوچھا۔

"ہاں ہمارا جہاز دنیا میں پہنچ کر زمین سے ٹکرا گیا ہے۔ چلو اچھا ہوا۔ اب ہم دنیا کی سیر کریں گے اور دیکھیں گے کہ ہماری غیرحاضری میں دنیا نے کتنی ترقی کی ہے۔" چلوسک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں چلوسک! ہمیں فوراً یہاں سے چلنا چاہیئے۔ کہیں دنیا والے ہمارے جہاز پر قبضہ نہ کر لیں۔" ملوسک نے کہا۔

"مگر جائیں کیسے، جہاز تو خراب ہو چکا ہے۔ پہلے اس کی مرمت کرنا ضروری ہے۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"پھر جلدی کرو، ایسا نہ ہو کوئی آ جائے۔" ملوسک دنیا والوں سے بڑا خوف زدہ تھا کیونکہ ایک بار پہلے وہ دنیا پر آئے تھے تو دنیا والوں نے نہ صرف انہیں گرفتار کر لیا تھا بلکہ ان کے جہاز[1] پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی اور وہ بڑی مشکل سے جہاز لیکر نکلے تھے۔

چلوسک نے ایک خانے سے سرخ کتاب نکالی اور اس میں جہاز کو درست کرنے کے متعلق ہدایات

[1] نوٹ: اس سے پہلے پڑھیے چلوسک ملوسک سیریز کا دوسرا ناول "چلوسک ملوسک سبز ستارے میں"

پڑھنے لگا۔ اس کے بعد اس نے اوزار نکال کر کتاب میں دی ہوئی ہدایات کے مطابق جہاز کی مشینری کی مرمت شروع کر دی۔ سب سے پہلے اس نے کرسیاں واپس اپنی جگہ پر فٹ کیں اور اسی طرح باری باری دوسری مشینری کو بھی درست کرنے لگا۔
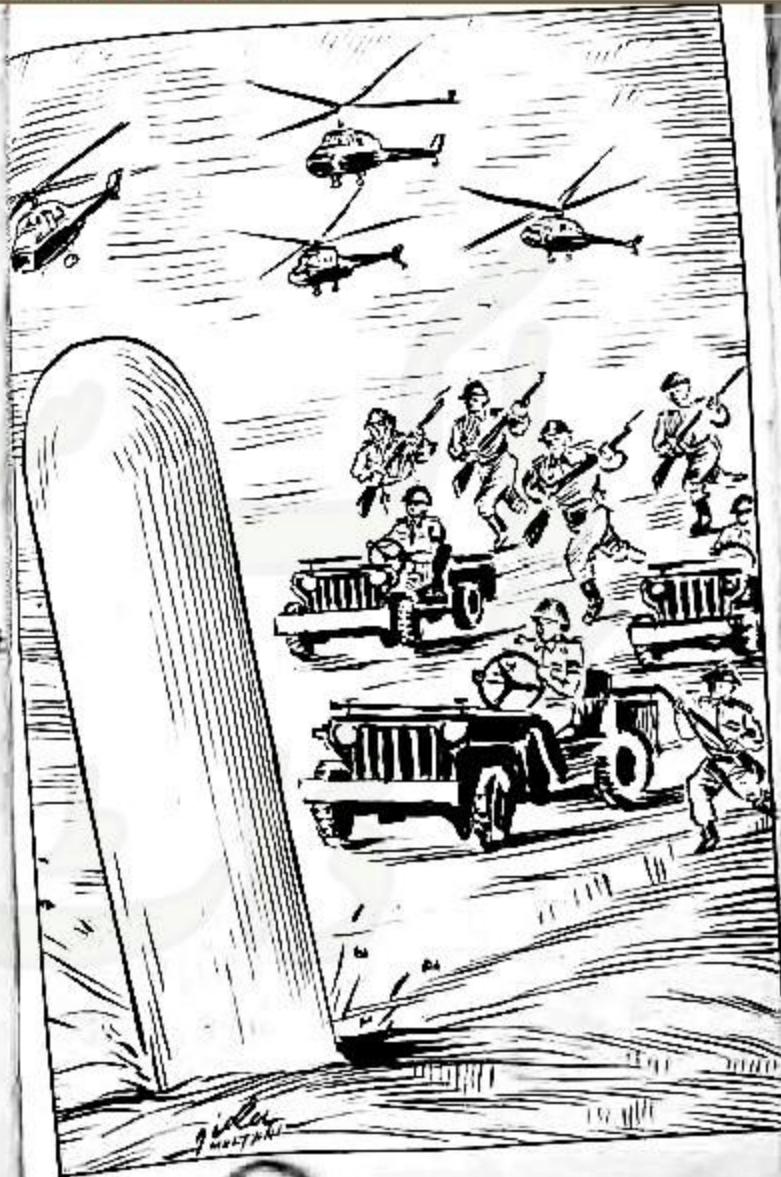
ٹلوسک چونکہ فارغ تھا اس لئے وہ جہاز کے شیشے میں سے باہر کا نظارہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

ابھی چلوسک کو مرمت کے کام میں مصروف ہوتے ایک گھنٹہ گزرا تھا کہ اچانک ٹلوسک چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار ابھر آئے۔ اس نے چلوسک سے مخاطب ہو کر گھبراتے ہوتے لہجے میں کہا۔

"چلوسک دیکھو کتنی جیپیں اور موٹریں ہمارے جہاز کی طرف آ رہی ہیں"۔

"کیا کہہ رہے ہو"؟ چلوسک نے چونک کر کہا اور پھر وہ اٹھ کر شیشے میں سے دیکھنے لگا۔ واقعی دور سے دس پندرہ موٹریں اور جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے ان کی طرف بڑھتی چلی آ رہی تھیں۔ پھر چلوسک کی نظر آسمان پر پڑ گئی۔ اس نے دیکھا کہ پانچ ہیلی کاپٹر بھی ان کے اوپر گھوم رہے ہیں۔

"یہ ہمیں پکڑنے اور ہمارے جہاز پر قبضہ کرنے کے لیے آ رہے ہیں"۔ ٹلوسک نے گھبراتے ہوتے لہجے میں کہا۔

"ہاں! معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے۔ دیکھو ان کے ہاتھوں میں بڑی بڑی بندوقیں بھی موجود ہیں"۔ چلوسک کا لہجہ بھی گھبرایا ہوا تھا۔

"جلدی جہاز چلا کر نکل چلو ورنہ یہ پہنچ جائیں گے"۔ ٹلوسک نے کہا۔

"مگر جہاز کی ابھی تک مرمت نہیں ہوئی۔ یہ اڑے گا کیسے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"پھر جلدی مرمت کرو ناں"۔ ٹلوسک نے کہا۔

"خیر، تم فکر نہ کرو، یہ ہماری مرضی کے بغیر جہاز میں داخل نہیں ہو سکتے"۔ چلوسک نے کہا اور پھر وہ دوبارہ مرمت میں مصروف ہو گیا۔

چلوسک کی بات پر ٹلوسک کو بھی قدرے اطمینان ہو گیا اور وہ مطمئن ہو کر انہیں دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد جیپیں اور موٹریں ان کے قریب آ کر رک گئیں۔ اور ان میں سے فوجی نکل نکل کر جہاز کے گرد پھیلنے لگے۔ ہیلی کاپٹر بھی نیچے اتر آئے اور

ان میں سے جو افراد نکلے وہ ان سپاہیوں کے افسر معلوم ہوتے تھے۔

اس کے بعد وہ تیزی سے دائرہ بنا کر جہاز کے قریب آنے لگ گئے۔ وہ رک رک کر قدم اٹھا رہے تھے۔ اور انہوں نے ہاتھوں میں عجیب و غریب قسم کی بندوقیں اٹھا رکھی تھیں۔ کچھ سپاہیوں کے ہاتھوں میں بم نما چیزیں تھیں۔

وہ جہاز کے قریب آکر رک گئے اور حیرت سے اُسے دیکھنے لگے۔ وہ شائد اس کا دروازہ وغیرہ دیکھ رہے تھے لیکن چونکہ ٹوسک کو معلوم تھا کہ دروازہ انہیں نظر نہیں آئیگا اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھا تھا جبکہ چلوسک سرخ کتاب میں سے دیکھ دیکھ کر انتہائی تیزی سے جہاز کی مرمت میں مصروف تھا۔ ٹوسک کو یہ بھی معلوم تھا کہ جہاز کے شیشے اس قسم کے ہیں کہ اس کے اندر سے تو سب کچھ صاف نظر آتا ہے مگر باہر سے کچھ نظر نہیں آتا بلکہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ آیا شیشے لگے ہوئے بھی ہیں یا نہیں۔

"چلوسک! سپاہیوں نے جہاز کے گرد گھیرا ڈال لیا

ہے اور اب وہ کچھ کہہ رہے ہیں مگر انکی آواز سنائی نہیں دے رہی۔" ملوسک نے چلوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچھا۔" چلوسک نے ہاتھ روکتے ہوئے کہا اور پھر اٹھکر شیشے سے باہر دیکھنے لگا۔

اس نے سپاہیوں کے ایک افسر کا منہ ہلتے دیکھا تو جھک کر ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی اس کی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ کہہ رہا تھا

"اگر کوئی انسان جہاز کے اندر موجود ہے تو ہمیں جواب دے، ورنہ ہم جہاز کو تباہ کر دیں گے۔"

"ہم موجود ہیں، بولو کیا کہتے ہو"؟ چلوسک نے ایک اور بٹن دباتے ہوئے کہا۔ اس کے بٹن دبانے سے اس کی آواز بھی باہر کھڑے سپاہیوں تک پہنچ گئی تھی

جیسے ہی چلوسک کی آواز انہیں سنائی دی وہ سب بری طرح چونک پڑے۔ ایک لمحے کے لئے ان کے چہروں پر سراسیمگی کے آثار نمایاں ہوئے پھر وہ سنبھل گئے۔ ان کا ایک بڑا افسر جس کے کندھوں پر بہت سے ستارے چمک رہے تھے، دو قدم آگے بڑھا اور ہاتھ اٹھا کر زور سے کہنے لگا۔

"تم کون ہو، تمہارا تعلق کس ملک سے ہے۔ اور یہ جہاز کس کا ہے"؟

"میرا نام چلوسک ہے۔ جہاز میں میرے ساتھ میرا چھوٹا بھائی ملوسک موجود ہے۔ ہمارا تعلق اسی دنیا سے ہے مگر اپنے ملک کا نام نہیں جانتے کیونکہ طویل مدت سے ہم خلاء میں مختلف سیاروں کی سیر کرتے پھر رہے ہیں اور یہ جہاز ہمارے ڈیڈی کا ہے۔ وہ بہت بڑے سائنسدان تھے۔" چلوسک نے تفصیل سے جواب دیا۔

"کیا آپ دونوں باہر آکر ہمیں شرف ملاقات نہیں بخش سکتے۔ ہم آپ کا بیحد احترام کریں گے۔ پوری دنیا میں کروڑوں لوگوں کو آپ کے متعلق بتائیں گے۔ آپ کے جہاز کے متعلق بتائیں گے۔ اس طرح دنیا میں آپ دونوں کا بیحد نام ہو جائے گا۔" اس افسر نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"چلوسک ان کی باتوں میں نہ آنا۔ یہ مجھے عیار اور چالاک نظر آتے ہیں۔ یہ ہمارے جہاز پر قبضہ کر لیں گے۔" ملوسک نے چلوسک کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"سنو دنیا والو! اب ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارا جہاز خراب ہو گیا ہے۔ ہم اس کی مرمت کر رہے ہیں۔ جیسے ہی یہ ٹھیک ہوا ہم تمہاری دنیا سے چلے جائیں گے، اس لئے تم لوگ واپس چلے جاؤ اور ہمیں کام کرنے دو۔" چلوسک نے کہا اور پھر اس نے آواز کے باہر جانے والا بٹن بند کر دیا۔ اور خود دوبارہ مرمت میں مصروف ہوگیا۔

"ہماری بات مان جاؤ اور باہر آجاؤ۔" افسر کی آواز دوبارہ جہاز میں سنائی دی۔

"خوامخواہ ہمیں پریشان مت کرو ہم باہر نہیں آئیں گے۔ تم لوگ عیار اور چالاک ہو، ہمارے جہاز پر قبضہ کر لو گے۔" اس بار ملوسک نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں، ہم تمہارے جہاز پر قبضہ نہیں کریں گے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں۔" افسر نے جواب دیا۔

"نہیں ہم باہر نہیں آئیں گے، بس ایک بار کہہ دیا۔" ملوسک نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"تمہیں باہر آنا پڑے گا۔ سمجھے، اب بھی وقت ہے کہ ہماری بات مان جاؤ۔ ہم تمہیں کچھ نہیں

کہیں گے۔" افسر نے بھی اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"ہمیں دھمکی مت دو، ہم نے ایسی دھمکیاں بہت سنی ہیں۔ ہم اگر چاہیں تو ایک لمحہ میں اندر بیٹھے بیٹھے تم سب کو جلا کر راکھ کر دیں۔" ملوسک کو بھی غصّہ آ گیا۔

ملوسک کی بات سنتے ہی تمام سپاہی اور افسر بوکھلا کر دو قدم پیچھے ہٹتے چلے گئے اور ان کی یہ حالت دیکھکر ملوسک کے منہ سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

افسر شاید اس کا قہقہہ سُنکر غصے سے پاگل ہو گیا اس نے اپنے سپاہیوں سے مڑ کر کہا۔

"جہاز پر گولیوں کی بارش کر دو۔ میں دیکھتا ہوں یہ کیسے باہر نہیں آتے۔"

اور اس کا حکم ملتے ہی تمام سپاہیوں نے جہاز پر چاروں طرف سے گولیوں کی بارش کر دی۔ مگر ملوسک اسی طرح مطمئن انداز میں ہنستا رہا، کیونکہ اُسے علم تھا کہ گولیاں جہاز کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اور وہی ہوا۔ گولیاں جہاز سے ٹکرا ٹکرا کر نیچے گرتی رہیں اور جہاز کی سطح پر بال برابر بھی خراش پیدا نہ ہوئی۔

"تم جو چاہو کرلو تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔" ملوسک نے ہنستے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہم تمہارے جہاز کو بم سے اڑا دیں گے۔ ہمارے پاس اتنے طاقتور بم ہیں کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر اڑ جائے۔ تمہارا جہاز کیا شے ہے۔ میں تمہیں صرف پانچ منٹ کا وقت دیتا ہوں۔ اگر تم پانچ منٹ تک باہر نہ آئے تو میں بم مارنے کا حکم دے دونگا" افسر نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم جو چاہو کرلو، ہم باہر نہیں آئیں گے۔" ملوسک نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

ادھر افسر نے گنتی شروع کر دی۔ ایک دو تین چار پانچ اور پانچ کہتے ہی اس نے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بم جہاز کی طرف اچھال دیا۔

بم جہاز کی سطح سے ٹکراتے ہی ایک دھماکے سے پھٹ گیا۔ گو جہاز کو نقصان تو نہ پہنچا مگر وہ بری طرح ہل گیا۔

"یہ بالکل معمولی طاقت کا بم ہے۔ صرف میں نے تمہیں نمونہ دکھایا ہے۔ میں تمہیں آخری بار کہتا ہوں

کہ باہر آجاؤ ورنہ اس بار میں زیادہ طاقت کا بم مار دونگا۔" افسر نے چیخ کر کہا۔

اب تو ملوسک گھبرا گیا۔ اس نے سوچا کہ ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس ایسا طاقتور بم ہو جس سے ان کا جہاز تباہ ہو جائے۔

"چلوسک ابھی کتنی دیر ہے۔ ہمیں اب چلا جانا چاہیئے۔ واقعی ان کے پاس خطرناک بم ہیں۔" ملوسک نے بٹن بند کرتے ہوئے چلوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی مکمل طور پر تو درست نہیں ہوا۔ البتہ ہم اڑ سکتے ہیں۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"پھر ایسا کریں کہ یہاں سے فی الحال اڑ جائیں۔ اور جہاز کو کہیں دور جا کر اتاریں۔ وہاں جا کر اطمینان سے اس کی مرمت کرلیں۔" ملوسک نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں تمہاری بات ٹھیک ہے۔ اس طرح ہم اطمینان سے جہاز کی مرمت کر لیں گے۔" چلوسک کو بھی اس کا مشورہ پسند آیا۔

ادھر افسر مسلسل چیخ رہا تھا۔

اب بھی وقت ہے باہر آ جاؤ، میں تمہیں مزید
پانچ منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔ میں پانچ تک گنونگا
اس کے بعد تمہارا جہاز تباہ کر دیا جائے گا۔" اس کے
ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی۔

ادھر چلوسک نے جہاز کی مشینری کو چالو کیا اور
پھر بٹن دبا کر کہنے لگا۔

"تم گنتی گنتے رہو ہم جا رہے ہیں۔" اس کے ساتھ
ہی اس نے جہاز کے اڑنے والا بٹن دبا دیا۔ بٹن
دبتے ہی جہاز بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح ہوا
میں بلند ہوتا چلا گیا۔

ملوسک دیکھتا رہا کہ سپاہی اور افسر منہ پھاڑے
جہاز کو جاتا دیکھتے رہے۔ ان کے تصور میں بھی نہیں
تھا کہ جہاز اتنی تیزی سے اڑ جائے گا۔ پھر وہ منظر
غائب ہو گیا۔ اور جہاز بہت زیادہ بلندی پر آ گیا۔

چلوسک نے جہاز کا ایک اور بٹن دبایا اور جہاز
اب سیدھا اڑنے لگا۔ کافی دور آنے کے بعد چلوسک
نے سوچا کہ اب جہاز کو نیچے اتارا جائے۔ کیونکہ اسے
خدشہ تھا کہ چونکہ ابھی جہاز کی مکمل مرمت نہیں ہوئی
اس لئے ایسا نہ ہو کہ اس میں کوئی ایسی خرابی

پیدا ہو جائے، جو پھر ٹھیک ہی نہ ہو سکے۔ چنانچہ
یہ سوچ کر اس نے جہاز کو نیچے لے آنے کا بٹن
دبایا۔ مگر بٹن دباتے ہی وہ دونوں اچھل کر فرش پر
جا گرے۔ اور پھر وہ کوشش کے باوجود سنبھل ہی نہ
سکے۔ جہاز نے بری طرح قلابازیاں کھانی شروع کر دی
تھیں اور وہ تیزی سے نیچے گرنے لگ گیا تھا۔

"چلوسک اسے سنبھالو"۔ ملوسک نے چیخ کر کہا۔
مگر جہاز اس بری طرح چکرا رہا تھا کہ کوشش
کے باوجود چلوسک سے سیدھا نہ ہو سکا۔

جہاز انتہائی تیزی سے نیچے گرتا چلا گیا اور ایک
بار پھر زوردار دھماکہ ہوا اور ان دونوں کو یوں
محسوس ہوا جیسے ان کا جسم ریزے ریزے ہو کر
فضا میں بکھر گیا ہو۔

شہزادہ خوبرو بڑی پریشانی کے عالم میں اپنے محل میں ٹہل رہا تھا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ وہ بار بار اپنے دانت بھینچ رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو۔ وہ پنجرے میں بند شیر کی طرح اپنے آپ کو محسوس کر رہا تھا۔

اچانک ٹہلتے ٹہلتے وہ رک گیا اور پھر اس نے زور سے تالی بجائی۔

دوسرے لمحے ایک کنیز کمرے میں داخل ہوئی اور شہزادے کے سامنے آکر جھک گئی۔

"میرا گھوڑا تیار کیا جائے۔" شہزادے نے تحکمانہ لہجے میں کنیز سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"بہتر شہزادہ حضور"۔ کنیز نے اسی طرح جھکے جھکے بڑے مودبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

شہزادہ خوبرو دوبارہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ ابھی کنیز کو گئے ہوئے چند ہی لمحے گذرے ہوں گے کہ ایک سفید داڑھی والا بوڑھا اندر داخل ہوا۔

"شہزادہ حضور! گستاخی کی معافی چاہتا ہوں، مجھے کنیز سے علم ہوا ہے کہ آپ گھوڑا تیار کروا کر کہیں جانا چاہتے ہیں۔" بوڑھے نے شہزادے کے سامنے جھکتے ہوئے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں وزیرِ اعظم بابا، میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اپنی منگیتر شہزادی طاہرہ کو اس خوفناک دیو کے پنجے سے خود چھڑاؤں گا۔" شہزادے نے وزیرِ اعظم کے سامنے رکتے ہوئے قدرے نرم لہجے میں جواب دیا۔

"شہزادہ حضور آپ اپنی مرضی کے مالک ہیں آپ کے فیصلے کو تبدیل کرانے کی کوئی جرأت نہیں کر سکتا، مگر شہزادہ حضور! اس بات پر غور فرمالیجیے کہ بادشاہ سلامت بیمار ہیں اور ملک کا نظم و نسق چلانے والا آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ ایسے موقعہ پر

آپ کے جانے سے رعایا کو نقصان پہنچ سکتا ہے
دوسری بات یہ کہ شاہی نجومی کے مطابق زباٹا دیو
جو شہزادی کو اٹھا کر لے گیا ہے، انتہائی خوفناک
اور طاقتور دیو ہے۔ اس طرح آپ کی جان بھی خطرہ
میں پڑ سکتی ہے۔" بوڑھے وزیراعظم نے کہا۔

"وزیراعظم بابا تم مجھے بزدلی کا سبق نہ دو، مجھے
اس وقت تک چین نہیں آ سکتا جب تک میں
شہزادی طاہرہ کو اس ظالم دیو کے پنجے سے نہ چھڑا
لوں۔ یا پھر اس دیو سے لڑتے ہوئے اپنی جان دے
دوں۔ مجھے ایک ایک لمحہ عذاب نظر آ رہا ہے۔
اس لئے میرا یہ فیصلہ اٹل ہے۔ جس میں رد و بدل کی
کوئی گنجائش نہیں ہے۔ باقی رہی ملک کے نظم و نسق
کی بات، تو میں نے شاہی حکیم سے بات کر لی ہے
اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ بادشاہ سلامت دو
تین روز کے اندر اندر صحت یاب ہو جائیں گے۔ اس
لئے دو تین روز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور پھر
آپ جیسے دانشمند وزیراعظم کی موجودگی میں مجھے کیا
فکر ہو سکتی ہے۔" شہزادے نے فیصلہ کن لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ وزیراعظم کچھ کہتا، کنیز دوبارہ
اندر داخل ہوئی اور سلام کرکے کہنے لگی۔

"شہزادہ حضور آپ کا گھوڑا سواری کے لئے تیار
کھڑا ہے۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔" شہزادے نے کہا اور پھر تلوار
سنبھالتا ہوا وہ تیزی سے باہر آگیا۔ اس نے گھوڑے
کی پشت پر ہلکی سی تھپکی دی اور پھر گھوڑے پر
سوار ہو کر محل سے باہر نکل آیا۔

اس نے شاہی نجومی سے اس خوفناک دیو کی
رہائش کا پتہ معلوم کر لیا تھا۔ اس دیو کا محل
اس کے ملک سے شمال کی طرف تھا۔ ایک خوفناک
صحرا کے بعد ایک ویران پہاڑی سلسلہ تھا اس پہاڑی
سلسلے میں اس دیو کا محل تھا۔

شہزادے کا رخ اب اسی صحرا کی طرف ہی تھا
اس نے خشک خوراک کا تھیلا اور پانی کا چھاگل پہلے
ہی گھوڑے کی زین سے بندھوا لیا تھا۔

چنانچہ وہ تیز رفتاری سے سفر کرتا ہوا اور منزلیں
مارتا ہوا آخر ایک ہفتے کے بعد اپنی مملکت کی سرحد
پر پہنچ گیا۔ وہاں سے جہاں تک نظر آتا تھا، صحرا

ہی صحرا تھا۔

اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ صحرا بے حد خوفناک اور طویل ہے اور اس صحرا کے اندر کہیں بھی کوئی نخلستان نہیں تھا اور آج تک کوئی انسان اس صحرا کو پار کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ مگر شہزادہ خوبرو بیحد دلیر اور باہمت نوجوان تھا اور اسے اپنی منگیتر شہزادی طاہرہ سے بیحد محبت تھی۔ ان کی شادی ہونے والی تھی کہ ایک رات وہ محل کی چھت پر سوئی ہوئی تھی کہ زباٹا دیو کا محل کے اوپر سے گذر ہوا۔ اس نے جب شہزادی طاہرہ کو دیکھا تو وہ اس پر عاشق ہوگیا اور اسے اٹھا کر لے گیا۔

شہزادی طاہرہ کی اچانک گمشدگی سے پورے محل میں سراسیمگی پھیل گئی۔ پہلے تو شہزادی طاہرہ کی تلاش کی جاتی رہی پھر شاہی نجومی کو طلب کیا گیا اس نے حساب لگا کر ساری بات بتا دی کہ کس طرح زباٹا دیو شہزادی طاہرہ کو اٹھا کر اپنے محل میں لے گیا ہے۔ شاہی نجومی نے یہ بھی بتلایا کہ وہ شہزادی طاہرہ سے شادی کرنا چاہتا ہے مگر شہزادی

طاہرہ نے صاف انکار کر دیا ہے۔ جس پر زباٹا دیو نے اُسے ایک ماہ کی مہلت دی ہے کہ وہ اچھی طرح سوچ لے۔ اگر وہ راضی ہوگئی تو ٹھیک، ورنہ ایک ماہ بعد وہ شہزادی طاہرہ سے زبردستی شادی کر لے گا۔

شاہی نجومی نے شہزادے کو یہ بھی بتایا کہ زباٹا دیو بیحد خوفناک اور ظالم دیو ہے۔ اس سے لڑ کر جیتنا یا اُسے ختم کرنا کسی عام انسان کے بس میں نہیں ہے۔ اوّل تو اس تک پہنچنا ناممکن ہے اور اگر پہنچ بھی جائے تو اس ظالم دیو سے جیتنا مشکل ہے۔

مگر شہزادہ خوبرو نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہر ممکن طریقے سے زباٹا دیو کے پنجے سے اپنی منگیتر شہزادی طاہرہ کو بچائے گا چاہے اس کے لئے اُس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

بس یہی سوچ کر وہ نکل کھڑا ہوا تھا اور اب اپنے ملک کی سرحد پر اس خوفناک صحرا کے سامنے کھڑا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے صحرا اُسے نگلنے کے لئے منہ پھاڑے ہوئے ہو۔

اس نے چوکی سے پانی کی ایک اور چھاگل اپنے لئے خشک خوراک کا ایک اور تھیلا اور گھوڑے کے لئے گھاس کا گٹھا لے لیا۔ اور پھر خدا کا نام لیکر وہ صحرا کے اندر داخل ہو گیا۔

پہلے میل تو اس کا گھوڑا کافی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا رہا مگر آہستہ آہستہ اس کی رفتار ہلکی پڑنے لگ گئی اور آخرکار وہ تھک کر ایک جگہ رک گیا۔ اس وقت شہزادے کو صحرا میں داخل ہوئے دس گھنٹے گذر چکے تھے۔ اب اس کے ہر طرف ریت ہی ریت نظر آ رہی تھی۔

شہزادہ خود بھی چونکہ تھک گیا تھا اس لئے اُس نے کچھ دیر آرام کرنے کی ٹھانی۔ اس نے تھوڑا سا گھاس گھوڑے کے آگے ڈالا اور خود تھوڑی سی خوراک کھانے اور چند گھونٹ پانی پینے کے بعد آرام کرنے کے لئے ریت پر ہی لیٹ گیا۔ اس وقت شام ہو چکی تھی اور سورج اس کی نظروں کے سامنے ہی ریت کے سمندر میں ڈوبتا جا رہا تھا۔ چونکہ شہزادہ بیحد تھکا ہوا تھا اس لئے لیٹتے ہی سو گیا۔

پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو رات کافی سے

زیادہ گذر چکی تھی اور صبح ہونے کے قریب تھی۔ شہزادہ چونکہ تازہ دم ہو چکا تھا اس لئے وہ دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے چل پڑا۔ مگر تمام دن سفر کرکے اُسے ایک سبق مل گیا کہ صحرا میں دن میں سفر کرنا جہنم میں سفر کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ آئندہ رات کو سفر کیا کرے گا اور دن کو آرام کیا کرے گا۔

اسی طرح اُسے سفر کرتے ہوئے تین دن اور تین راتیں گذر گئیں مگر صحرا تھا کہ ختم ہونے میں ہی نہ آ رہا تھا اور سب سے زیادہ پریشانی کی بات یہ تھی کہ اب اس کے پاس پانی اور خوراک ختم ہو چکی تھی اور گھوڑے کا چارہ بھی ختم ہوگیا تھا۔

اس کا خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ تین روز کے سفر کے بعد صحرا کو عبور کر لے گا۔ اسی لحاظ سے اس نے خوراک کا بھی خیال رکھا تھا۔ مگر ابھی صحرا کے خاتمے کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ بہرحال مرتا کیا نہ کرتا۔ کسی نہ کسی طرح سے وہ آگے بڑھتا رہا۔ مگر بھوک اور پیاس سے اس کی اور گھوڑے کی حالت خراب ہوگئی اور پھر ایک روز گھوڑا چلتے

چلتے گرا اور دم توڑ گیا۔

شہزادہ خوبرو کو اپنے وفادار ساتھی کی موت کا بیحد افسوس ہوا۔ مگر وہ کر بھی کیا سکتا تھا بلکہ اب تو اُسے اپنی موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ اس لئے چند منٹ تک گھوڑے کی یاد میں آنسو بہانے کے بعد وہ پیدل ہی آگے بڑھنے لگا۔ اسی طرح ایک دن اور گذر گیا۔ اب تو شہزادہ بھوک اور پیاس سے نڈھال ہوگیا۔ اس کی جان لبوں تک آگئی اور لمحہ بہ لمحہ اس کی حالت خراب ہوتی چلی گئی

آخر وہ ایک جگہ منہ کے بل گر گیا اور پھر نجانے کتنی دیر تک بے ہوشی کے عالم میں پڑا رہا اس میں چلنے تک کی سکت باقی نہ رہ گئی تھی بلکہ اب تو اپنی حالت کے پیش نظر وہ خداتعالیٰ سے دل ہی دل میں دعا مانگنے لگا کہ اُسے جلد موت آجائے اور وہ اس عذاب سے چھوٹ جائے۔ مگر موت آہستہ آہستہ قریب آ رہی تھی۔

ابھی اُسے ریت پر پڑے ہوئے تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اچانک اس کے کانوں میں سائیں سائیں کی زوردار آوازیں پڑیں۔ اس نے سر اٹھاکر

اوپر دیکھا تو پھر حیرت کی شدت سے وہ اپنی بھوک پیاس بھول گیا اور یا تو اس سے ہاتھ نہیں بلایا جاتا تھا۔ یا وہ تیزی سے اٹھکر بیٹھ گیا۔ اس نے آسمان پر ایک بڑے سے انڈے کو تیزی سے چکراتے ہوئے دیکھا۔ یہ انڈا گول نہیں تھا بلکہ کچھ لمبا سا تھا۔ پھر شہزادے کے دیکھتے ہی دیکھتے انڈا تیزی سے زمین کی طرف گرنے لگا اور ایک دھماکے سے ریت کے اندر گھستا چلا گیا۔

شہزادہ خوبرو حیرت کی شدت سے بت بنا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ ایک لمحہ کے لئے اس کو خیال آیا کہ شائد یہ جادو کا انڈا ہے اور اس میں بیٹھ کر زباٹا جادوگر اُسے مارنے کے لئے آیا ہے۔ چنانچہ اس خیال کے آتے ہی اس کا جسم تن سا گیا اور اس نے اٹھکر بھاگ جانے کے متعلق سوچا مگر بھوک پیاس نے اُسے اس حد تک نڈھال کر رکھا تھا کہ کوشش کے باوجود وہ اٹھ کر بھاگ نہ سکا اور وہ بیٹھا رہ گیا۔

جب کافی دیر گذر گئی اور انڈے میں سے کوئی باہر نہ نکلا تو شہزادہ خوبرو سوچنے لگا کہ یہ

کوئی اور چیز ہے۔ اگر اس میں زبانا جادوگر ہوتا تو یقیناً اب تک باہر نکل کر آجاتا۔ وہ اسے قریب سے دیکھنے کے لئے بے چین ہوگیا۔

چنانچہ اس نے ریت پر آہستہ آہستہ کھسکنا شروع کر دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی سرتوڑ کوشش کے بعد وہ اس انڈے کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے انڈے پر ہاتھ پھیرا۔ جو دراصل چلاسک ملوسک کا جہاز تھا۔

شہزادے کا ہاتھ اچانک ایک ایسی جگہ پر پڑگیا جس کو دبانے سے جہاز کا دروازہ کھل جاتا تھا۔

جیسے ہی شہزادے کا ہاتھ وہاں لگا جہاز کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔

شہزادہ جہاز کو اندر سے دیکھ کر بیحد حیران ہوا۔ اس نے زندگی بھر اس قسم کی مشینری نہ دیکھی تھی اس لئے وہ پہلے تو حیرت بھری نظروں سے اُسے دیکھتا رہا پھر اسے ایک کونے میں دو نوجوان لڑکے پڑے ہوئے نظر آئے۔ گو ان دونوں نے عجیب و غریب لباس پہنے ہوئے تھے۔ مگر تھے وہ دونوں انسان۔

انہیں دیکھتے ہی شہزادہ تیزی سے رینگتا ہوا جہاز کے اندر چلا گیا اور ان دونوں کے قریب جا کر غور سے انہیں دیکھنے لگا۔

اس نے فوراً ہی محسوس کر لیا کہ وہ دونوں زندہ تو ہیں مگر بے ہوش ہیں۔ شہزادہ چونکہ بے حد عقلمند تھا اس لئے وہ سمجھ گیا کہ اس انڈے کے گرنے کے دھماکے سے وہ دونوں بے ہوش ہو گئے ہیں۔ اس نے انہیں ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کوششیں رنگ لانے لگیں۔ ان میں سے بڑے لڑکے کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔
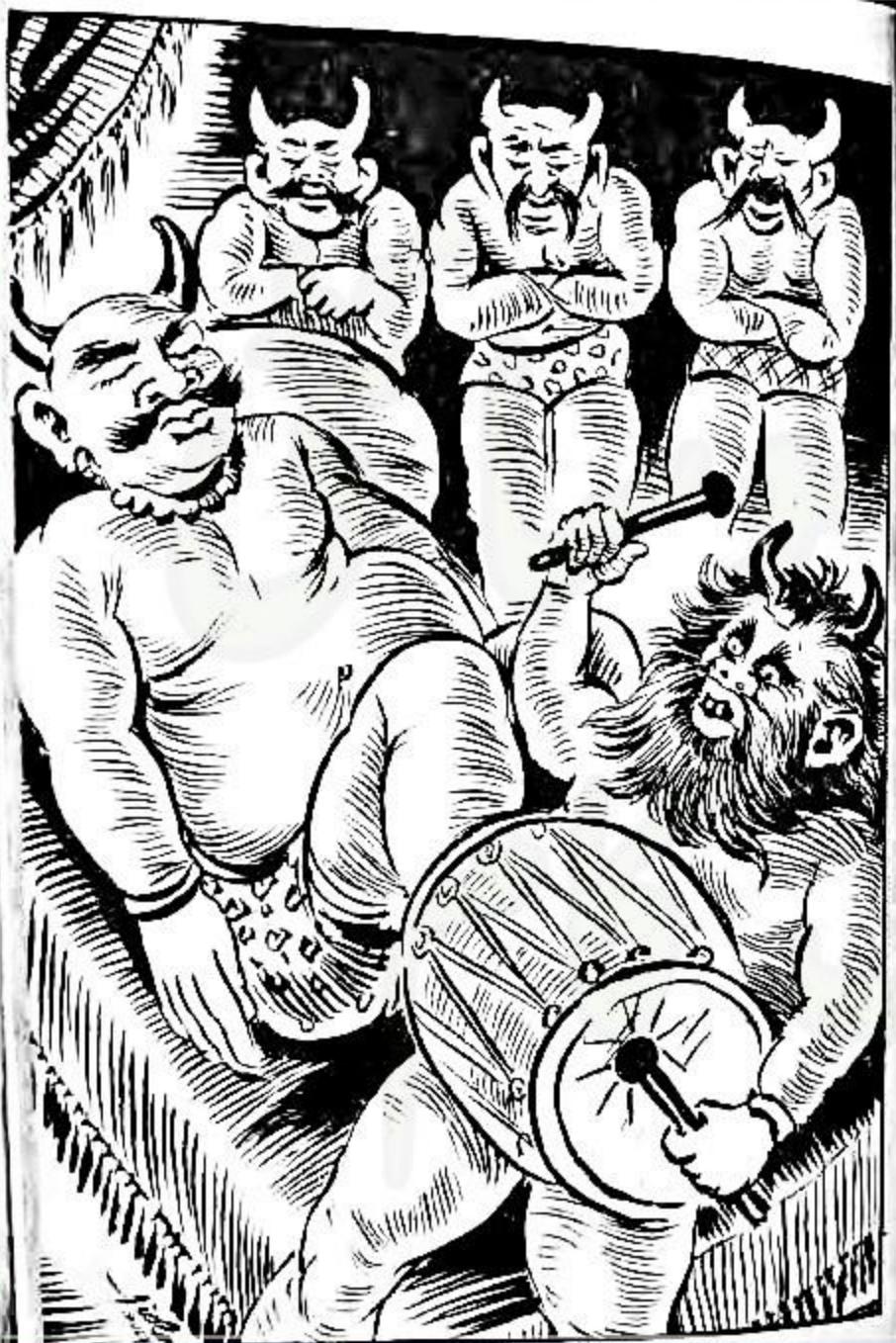
زباٹا دیو اپنے محل کے ایک بڑے سے کمرے میں ایک بڑے سے پلنگ پر سویا ہوا تھا۔ کمرے کے اندر تین چار دیو بڑے مؤدبانہ انداز میں ہاتھ باندھے کھڑے ہوئے تھے کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک سفید داڑھی والا دیو اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کافی بڑا ڈھول تھا۔

اس نے زباٹا دیو کے پلنگ کے قریب پہنچ کر ڈھول کو گلے سے لٹکایا اور پھر اُسے زور زور سے بجانے لگا۔ ڈھول کی آواز اتنی تیز تھی کہ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کمرے کی چھت اڑ جائے گی مگر زباٹا دیو اسی طرح بے خبر سویا ہوا تھا۔

بوڑھا دیو کافی دیر تک ڈھول بجاتا رہا۔ اب ڈھول

کی آواز پہلے سے کہیں زیادہ تیز ہوگئی تھی اور پھر زباٹا دیو نے کروٹ لی۔ اسی لمحے بوڑھے دیو نے ڈھول بجانا بند کر دیا۔ وہ زباٹا دیو کو جگانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

زباٹا دیو نے کروٹ بدل کر آنکھیں کھولیں اور پھر تیزی سے اٹھکر بیٹھ گیا۔ بوڑھا دیو ڈھول سمیت مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"میرے لئے ناشتہ لاؤ۔" زباٹا دیو نے گرجدار آواز میں کمرے میں موجود دیوؤں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس کا حکم سنتے ہی ایک دیو تیزی سے مڑا اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد کمرے سے باہر انسانی چیخوں کی آواز سنائی دینے لگی جو لمحہ بہ لمحہ نزدیک آتی جا رہی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے انسانوں کو زبردستی گھسیٹتے ہوئے کمرے کی طرف لایا جا رہا ہو۔

پھر دروازہ کھلا اور وہی دیو چار نوجوانوں کو دھکیلتا ہوا اندر لے آیا۔ ان کے ہاتھ ان کی پشت پر مضبوطی سے بندھے ہوئے تھے۔ خوف کے مارے ان کے رنگ زرد پڑ گئے تھے اور وہ بری طرح چیخ رہے

تھے۔

"آؤ آؤ آدم زادو، خوش ہو جاؤ کہ تم دیوؤں کے سردار زباٹا دیو کی خوراک بننے والے ہو"۔ زباٹا دیو نے انہیں چیختا دیکھ کر قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔

انہیں لے آنے والے دیو نے ایک نوجوان کو زور سے دھکا دیا اور وہ چیختا ہوا زباٹا دیو کے سامنے جا گرا۔

زباٹا دیو نے فوراً اُسے جھپٹ لیا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے نوجوان کی گردن کو مروڑ دیا۔ نوجوان کے منہ سے آخری چیخ نکلی اور اس نے دم توڑ دیا۔ پھر زباٹا دیو نے بڑے مزے لے لیکر اس کو نوچ نوچ کر کھانا شروع کر دیا۔ وہ نوجوان کی ہڈیاں تک چبا گیا۔ اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا مگر وہ چٹخارے لے لے کر کھا رہا تھا۔

یہ منظر دیکھکر باقی نوجوان خوف کے مارے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ زباٹا دیو نے باری باری ان سب کو کھا لیا اور پھر پیٹ پر ہاتھ رکھکر زوردار ڈکار لی اور پھر اٹھکر کھڑا ہوگیا۔

"میں ایک کام کے لئے دنیا میں جا رہا ہوں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ شہزادی طاہرہ سے بات کر لوں۔ اگر وہ مان جائے تو پھر باہر جانے سے پہلے شادی کر لوں"۔ زباٹا دیو نے ایک دیو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر سردار! میں ابھی شہزادی طاہرہ کو حاضر کرتا ہوں"۔ دیو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کمرے سے خون وغیرہ صاف کردو کہیں وہ حسین شہزادی خوف زدہ نہ ہو جائے"۔ زباٹا نے ایک اور دیو سے مخاطب ہوکر کہا۔

اور دوسرے دیو نے ایک کپڑا اٹھاکر بڑی پھرتی سے فرش پر موجود خون کے دھبے صاف کر دیئے۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور پہلا دیو ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی کو لئے اندر داخل ہوا۔ لڑکی کا چہرہ رو رو کر سوجا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں سے ویرانی اور خوف جھلک رہا تھا۔

"کرسی پر بیٹھ جاؤ شہزادی طاہرہ"۔ زباٹا دیو نے اپنی طرف سے لہجے کو نرم کرتے ہوئے کہا۔ مگر اس

کے باوجود اس کے لہجے میں اتنی کڑک تھی کہ شہزادی طاہرہ اور بھی سہم گئی۔

"دیکھو شہزادی طاہرہ! میں تمام دنیا کے دیوؤں کا سردار ہوں اور تم مجھے پسند آگئی ہو۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تمہیں دنیا کے تمام دیوؤں کی ملکہ بنادوں۔ یاد رکھو ملکہ بننے کے بعد پوری دنیا کے دیو تمہارے خادم ہوں گے۔ اور تم جو چاہو گی ویسے ہی ہوگا۔ جتنی عیش و عشرت سے تم زندگی گذارو گی اس کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ بولو، کیا تم میرے ساتھ شادی کرنے کے لئے تیار ہو۔" زباٹا دیو نے شہزادی طاہرہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تمہارے ساتھ شادی تو ایک طرف تمہارے منہ پر تھوکتی بھی نہیں۔" شہزادی طاہرہ نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو شہزادی، میرے غصے سے پوری دنیا کانپتی ہے۔ اس لئے میرے جلال کو آواز نہ دو، ورنہ میں اگر چاہوں تو تم کیا تمہارے خاندان کو زندہ جلادوں۔" زباٹا دیو نے اسے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم جو چاہو کرلو۔ میرے ساتھ میرا اللہ ہے۔ وہ

تم سے زیادہ طاقتور ہے۔ بہرحال یہ بات سمجھو کہ میں مر جانا قبول کر لونگی مگر تمہارے ساتھ شادی نہیں کروں گی۔" شہزادی طاہرہ نے بھی جواب میں لہجے کو غصیلا بناتے ہوئے کہا۔

"ہوں تو تم سیدھی طرح نہیں مانو گی، بہرحال میں تم سے ابھی زبردستی نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے تمہیں ایک ماہ کی معیاد دے رکھی ہے۔ ایک ماہ کے اندر تم اچھی طرح سوچ لو۔ اس کے بعد وہی ہو گا جو میں چاہوں گا۔" زباٹا دیو نے کہا اور پھر اس نے دیو کو اشارہ کیا کہ وہ شہزادی طاہرہ کو باہر لے جائے۔

اس کا اشارہ ملتے ہی دیو شہزادی طاہرہ کو ہمراہ لئے کمرے سے باہر چلا گیا۔

"یہ لڑکی یوں نہیں مانے گی، اس کے ساتھ زبردستی کرنی ہی پڑے گی۔" ایک دیو نے مؤدبانہ لہجے میں زباٹا دیو سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں۔ مگر میں نہیں چاہتا کہ اتنی خوبصورت۔ لڑکی کے ساتھ زبردستی کروں۔ بہرحال ایک ماہ بعد دیکھا جائے گا۔ فی الحال اسے ہر قسم کی سہولت مہیا کی جائے۔"

زباٹا دیو نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سردار، آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔" اس دیو نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

اور پھر زباٹا دیو تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چلوسک نے جیسے ہی آنکھ کھولی، اس کی نظر ایک پریشان حال نوجوان پر پڑی جو اس پر جھکا ہوا تھا۔ چلوسک تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے ملوسک کو بھی ہوش آگیا۔ وہ دونوں بڑی حیرت سے چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ وہ اپنے ہی جہاز میں ہیں اور جہاز صحیح سالم ہے تو ان دونوں کے چہروں پر اطمینان جھلکنے لگا۔

"تم دونوں کون ہو اور اس انڈے میں بیٹھ کر کہاں سے آئے ہو؟" شہزادہ خوبرو نے بڑے نقاہت آمیز لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی آواز اتنی کمزور تھی کہ چلوسک ملوسک دونوں اسے چونک

کر دیکھنے لگے۔

چلوسک اس کا حلیہ دیکھ کر فوراً سمجھ گیا کہ وہ بھوکا اور پیاسا ہے۔

"کیا تم بھوکے پیاسے ہو"؟ چلوسک نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کیا۔

"ہاں، میں صحرا میں پھنس گیا ہوں۔ میرا گھوڑا مرگیا ہے اور میری خوراک اور پانی ختم ہو گیا ہے"۔ شہزادہ خوبرو نے جواب دیا۔

"اوہ پھر باتیں بعد میں ہوں گی، پہلے تمہاری حالت درست ہونی چاہیئے"۔ چلوسک نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے جہاز کا ایک خفیہ خانہ کھولا اور اس میں موجود بوتل میں سے سُرخ رنگ کی ایک گولی نکال کر شہزادہ خوبرو کو دیتے ہوئے اُسے نگلنے کے لئے کہا۔

"کیا چیز ہے"؟ شہزادہ خوبرو حیرت سے اس گولی کو دیکھنے لگا۔

"تم اسے نگل جاؤ، اس سے تمہاری بھوک اور پیاس ختم ہو جائے گی اور تمہاری حالت درست ہو جائے گی"۔ چلوسک نے اُسے سمجھایا۔

شہزادہ خوبرو ایک لمحے کے لئے ہچکچایا پھر اس نے گولی منہ میں ڈال لی۔ چونکہ اس کا حلق پیاس کی شدت سے خشک ہو رہا تھا اس لئے اس نے بڑی کوشش کر کے گولی کو نگلا اور پھر وہ حیران رہ گیا کیونکہ جیسے ہی گولی اس کے حلق سے نیچے اتری۔ اس کے جسم میں طاقت اور توانائی کی لہریں دوڑنے لگیں اور اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی تمام بھوک اور پیاس ختم ہو گئی ہو۔ وہ اپنے آپ کو تروتازہ محسوس کرنے لگا۔

"یہ تو کوئی جادو کی گولی ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میں نے پوری چھاگل پانی کی پی لی ہو، اور خوب ڈٹ کر کھانا کھالیا ہو"۔ شہزادہ خوبرو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اب پوری طرح رونق آ گئی تھی اور وہ اپنے آپ کو یوں محسوس کر رہا تھا جیسے وہ کبھی صحرا میں داخل ہی نہ ہوا ہو۔

"اب تم اپنا تعارف کراؤ کہ تم کون ہو اور ہمارے جہاز میں کیسے آئے"۔ چلوسک نے شہزادہ خوبرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چلوسک ہم تو اس وقت صحرا میں ہیں۔ ہمارا جہاز
آدھے سے زیادہ ریت میں دھنسا ہوا ہے۔" ملوسک
نے جو اب تک خاموش بیٹھا تھا، اٹھ کر شیشے
سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا ہے کہ ہمارا جہاز ریت میں گرا ہے
ورنہ سنجانے اس بار کیا ہوتا" چلوسک نے کہا اور
پھر وہ شہزادہ خوبرو سے مخاطب ہوکر کہنے لگا۔

"ہاں تو دوست بتاؤ۔" چلوسک نے کہا۔

"میں ملک بوکان کا شہزادہ ہوں۔ میرا نام خوبرو
ہے۔ ایک دیو میری منگیتر شہزادی طاہرہ کو اٹھا
کر لے گیا ہے اور میں اُسے چھڑانے کے لئے
جارہا ہوں کہ اس صحرا میں پھنس گیا۔ اور اگر
تم نہ آتے تو شاید بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ
رگڑ کر مر جاتا۔" شہزادہ خوبرو نے مختصر الفاظ میں اپنے
متعلق بتلایا۔

"دیو اور شہزادہ"۔ چلوسک ملوسک دونوں شہزادہ خوبرو
کی بات سنکر حیران رہ گئے۔

"ہاں ہاں میں غلط نہیں کہہ رہا" شہزادہ خوبرو
نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔ اس نے

یہ سمجھا کہ وہ دونوں اس کی بات کو غلط سمجھ
رہے ہیں۔

"کہاں ہے اس دور میں دیو بھی ہیں اور شہزادے
بھی۔ ہم تو بچپن میں ایسی کہانیاں پڑھتے تھے کہ
شہزادی کو دیو اٹھاکر لے جاتا ہے اور شہزادہ اسے
چھڑانے جاتا ہے۔" چلوسک نے کہا۔

"کونسا دور، میں سمجھا نہیں، میں صحیح کہہ رہا
ہوں، وہ ظالم دیو واقعی میری منگیتر کو اٹھاکر لے
گیا ہے۔" شہزادے نے اپنی بات پر زور دیتے
ہوئے کہا۔

"ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ تم غلط کہہ رہے
ہو، البتہ ہم تمہاری بات پر حیران ہو رہے ہیں۔"
چلوسک نے کہا۔

"چلوسک کیوں نہ ہم بھی شہزادے کے ساتھ چلیں
میں نے کبھی سچ مچ کا دیو نہیں دیکھا صرف کہانیوں
میں پڑھا ہے۔" ملوسک نے اشتیاق سے پُر لہجے
میں کہا۔

"ہاں واقعی میں نے بھی کبھی دیو نہیں دیکھا
ہم ضرور چلیں گے اور شہزادے کی مدد بھی کریں

گے"۔ چلوسک بھی رضامند ہوگیا۔

"مگر پہلے تم مجھے یہ تو بتلاؤ کہ تم دونوں کون ہو اور یہ انڈا کس قسم کا ہے۔ اس کے اندر یہ کیا چیزیں ہیں اور تم کہاں سے آئے ہو"۔ شہزادے نے ان سے مخاطب ہوکر کہا۔

"تم ہمارے متعلق زیادہ تفصیل سے نہیں سمجھ سکو گے۔ بہرحال ہم مختصر طور پر تمہیں اپنے متعلق بتلا دیتے ہیں۔ میرا نام چلوسک ہے اور یہ میرا چھوٹا بھائی لوسک ہے۔ ہمارے ڈیڈی بہت بڑے سائنسدان تھے"۔ چلوسک نے اپنا تعارف کرانا شروع کیا۔

"ڈیڈی اور سائنسدان کیا مطلب"۔ شہزادہ نے ان کی بات کاٹتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا

"ڈیڈی کا مطلب ہے والد صاحب اور سائنسدان کا مطلب ہے جو سائنس جانتا ہو"۔ چلوسک نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"سائنس کیا چیز ہے"؟ شہزادہ ابھی تک حیران تھا۔

اب ظاہر ہے چلوسک شہزادے کو سائنس کے متعلق کیا سمجھاتا۔ کچھ لمحے سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

"دیکھو یہ جہاز جسے تم انڈا کہتے ہو یہ ہمارے ڈیڈی نے سائنس کی مدد سے بنایا ہے۔ یہ گولی جسے تم نے ابھی نگلا ہے اور جس سے تمہاری بھوک پیاس ختم ہو گئی ہے۔ یہ بھی ہمارے ڈیڈی نے سائنس کی مدد سے بنائی ہے"۔ چلوسک نے اُسے مثالیں دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ میں سمجھ گیا۔ تمہارے والد بزرگوار جادوگر تھے"۔ شہزادے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو تم جادوگر ہی کہہ لو۔ ہمارے ڈیڈی نے یہ جہاز بنایا جو ہوا میں اڑتا ہے اور اس زمین سے بھی باہر نکل کر دوسری دنیاؤں میں چلا جاتا ہے"۔ چلوسک نے کہا۔

"مگر اس کے پَر تو نہیں ہیں پھر یہ کیسے اڑتا ہے"۔ شہزادے کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں

"بس تم یوں سمجھ لو کہ جادو جسے ہم سائنس کہتے ہیں اس سے اڑتا ہے۔ ہمارا یہ جہاز ہوا میں خراب ہو گیا تو ہم نیچے آ گرے۔ اب ہم اسے ٹھیک کرکے پھر اڑ جائیں گے"۔ چلوسک نے کہا۔

"مگر تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ زبانا دیو سے

شہزادی طاہرہ کو چھڑانے میں میری مدد کرو گے۔"
شہزادے خوبرو نے اس کی بات سنکر چونکتے
ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ٹھیک ہے۔ پہلے ہم تمہاری مدد
کریں گے، پھر تمہیں اور تمہاری منگیتر شہزادی طاہرہ
کو گھر چھوڑ کر ہم چلے جائیں گے۔" چلوسک نے ہنستے
ہوئے کہا۔

"ارے نہیں میں تمہیں نہیں جانے دونگا۔ تم
میرے دوست ہو۔ ہم اکٹھے رہیں گے تمہارے جہاز
میں سیر کریں گے، گھومیں پھریں گے۔" شہزادہ خوبرو
نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا پھر دیکھا جائے گا۔ پہلے شہزادی طاہرہ
کو تو چھڑا لیں۔" چلوسک نے کہا۔

"ہاں چلو، مگر ہمیں پیدل یہ صحرا عبور کرنا پڑے
گا۔" شہزادہ خوبرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو، میں ابھی جہاز کو درست کرتا
ہوں پھر اس جہاز میں اڑ کر جائیں گے۔" چلوسک
نے جواب دیا۔

"چلوسک! شہزادی طاہرہ کو دیو کے پنجے سے

چھڑانا تو بیحد آسان ہے۔ ہم جہاز اس کے محل
کی چھت پر اتار دیں گے۔ شہزادی طاہرہ کو پکڑ
کر جہاز میں ڈالیں گے اور اڑ جائیں گے۔ دیو
غریب ہمیں کہاں پکڑ سکتا ہے۔" ملوسک جو اب
تک خاموش بیٹھا تھا کچھ سوچ کر بولا۔

"ہاں۔ ایسا ہو تو سکتا ہے مگر دیو پھر آکر
شہزادی طاہرہ کو اٹھا لے جائے گا۔ اس لیئے دیو کا
خاتمہ ضروری ہے۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم نے صحیح کہا ہے۔ بہرحال تم جہاز
درست کرو تاکہ ہم جلد از جلد دیو کے محل میں
پہنچ جائیں۔" ملوسک نے کہا۔

چلوسک ایک بار پھر لال کتاب نکال کر جہاز
کو درست کرنے کے کام میں جٹ گیا۔ اُسے کام
کرتے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہوا تھا کہ اچانک
ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور جہاز میں نیلے رنگ
کا دھواں بھر گیا۔

"ارے کیا ہوا"؟ ملوسک چونک کر بولا۔

چلوسک پہلے تو ایک لمحے کے لیئے حیران بیٹھا رہا
پھر اس نے تیزی سے لال کتاب کھولی اور اس

کی ورق گردانی کرنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد ل
سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"غضب ہو گیا ملوسک غضب ہوگیا۔" چلوسک نے
پریشان کن لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا"؟ ملوسک بھی چلوسک کی حالت دیکھ
حیران رہ گیا۔

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسا بھی ہوسک
ہے۔ یہ چھوٹا سا ڈبہ دیکھ رہے ہو، اس ک
لیور بگڑ گیا تھا۔ میں اسے سیدھا کر رہا تھا ک
لیور کی اوپر والی سطح پر چوٹ پڑ گئی اور نیلے
رنگ کی گیس باہر نکل گئی۔" چلوسک نے ملوسک
کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا، مجھے تو کچھ سمجھ میں نہی
آیا۔" ملوسک نے کہا۔

"میں نے ڈیڈی کی کتاب اس پرزے کے متعل
پڑھی ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ یہ نیلے رنگ
کی گیس اس جہاز کا ایندھن ہے۔ اگر یہ ضائ
ہو گئی تو جہاز نہیں چلے گا۔ اور اگر یہ ضا
ہو جائے تو پھر اسے بنانے کے لئے بیس سال

کا عرصہ چاہیئے۔" چلوسک نے بتایا۔

"اوہ بیس سال، مگر ہم بیس سال کیا یہاں ریگستان
میں گذاریں گے اور پھر ہم یہ گیس بنائیں گے کیسے۔"
ملوسک اب حقیقت میں بیحد پریشان ہوگیا۔

"ڈیڈی نے لکھا ہے کہ اس پرزے کو جہاز میں
دوبارہ فٹ کر دیا جائے اور جہاز کو بٹن بنا کر
اپنے پاس رکھ لیا جائے۔ بیس سال کے دوران جہاز
کو بڑا نہ کیا جائے تو بیس سال بعد خودبخود اس
ڈبے میں دوبارہ گیس بھر جائے گی جو ایک ہزار
سال تک جہاز کو چلاتی رہے گی۔" چلوسک نے کہا۔

"اوہ یہ تو بہت بُرا ہوا، بے حد بُرا، کم سے
کم اس صحرا سے تو نکل جاتے۔" ملوسک نے سر
پکڑتے ہوئے جواب دیا۔

"صحرا سے نکلنے تک کی گیس تو موجود ہے۔
ایک جھٹکے میں ہم صحرا سے نکل جائیں گے مگر پھر
ہمیں بیس سال انتظار کرنا پڑے گا۔" چلوسک
نے کہا۔

"کیا ہوا، کچھ مجھے بھی بتلاؤ تم لوگ کیا باتیں
کر رہے ہو اور کیوں پریشان ہو"؟ شہزادہ خوبرو

جو خاموش بیٹھا دونوں کی شکلیں دیکھ رہا تھا آخر رہ نہ سکا اور بول پڑا۔

"ہمارا جہاز خراب ہو گیا ہے اب یہ بیس سال تک ٹھیک نہ ہو سکے گا۔" چلوسک نے مختصر سا جواب دیا۔

"اوہ یہ تو بہت برا ہوا" شہزادہ خوبرو بھی افسوس کرنے لگا۔

ملوسک تو اتنا گھبرایا کہ رونے لگا۔

"ارے ارے روتے کیوں ہو، کیا ہوا، بیس سال گذرتے دیر لگتی ہے۔ ہم شہزادہ خوبرو کے ساتھ رہیں گے۔ خوب گھومیں گے پھریں گے۔ پھر جب بیس سال گذر جائیں گے تو جہاز میں بیٹھ کر کسی اور دنیا میں چلے جائیں گے۔" چلوسک نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اور ملوسک خاموش ہو کر آنسو پونچھنے لگا۔

چلوسک نے جلدی سے وہ ڈبہ دوبارہ فٹ کیا اور پھر باقی مشینری ٹھیک کرنے لگا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے چلنے کا اعلان کر دیا۔ اور پھر وہ دونوں اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔

شہزادہ خوبرو کو بھی انہوں نے شیشے کے ساتھ ایک کرسی پر بٹھا دیا۔

"تم اس شیشے میں دیکھتے رہو اور جب ہم دیو کے محل کے پاس پہنچ جائیں تو ہمیں بتا دینا۔" چلوسک نے کہا اور پھر اس نے جہاز کے اڑنے والا بٹن دبا دیا۔

جہاز ایک زور دار جھٹکا کھا کر ریت سے باہر نکلا اور آسمان پر بلند ہوتا چلا گیا۔

چلوسک جہاز کو زیادہ بلندی پر نہ لے گیا اور تھوڑی بلندی پر لے جا کر اس نے سیدھی پرواز شروع کر دی۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں تھوڑی سی بچی ہوئی گیس بلندی پر جانے میں ہی نہ ختم ہو جائے اور پھر وہ دوبارہ صحرا میں آ گریں۔

شہزادہ خوبرو شیشے سے باہر کے مناظر دیکھ رہا تھا حیرت اور تعجب سے اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

چلوسک جہاز کو خاص تیز رفتاری سے سیدھا اڑاتا چلا گیا اور پھر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ گذرے ہوں گے کہ انہیں دور سے ویران پہاڑ

نظر آنے لگ گئے۔

"صحرا ختم ہونے والا ہے کمال ہے۔ حیرت ہے یہ تو واقعی جادو کا انڈا ہے۔" شہزادے نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ صحرا عبور کر کے پہاڑی سلسلہ کے اوپر پرواز کرنے لگے۔ اسی لمحے انہیں چار پہاڑیوں کے دامن میں ایک عظیم الشان محل نظر آ گیا۔

"وہ دیکھو وہ زباٹا جادوگر کا محل ہے۔" شہزادہ خوبہد محل کو دیکھتے ہی چیخنے لگا۔

چلوسک نے جہاز کا رخ اس محل کی طرف موڑ دیا۔ مگر ابھی وہ محل سے تھوڑی دور تھے کہ اچانک جہاز کو زور زور کے جھٹکے لگنے لگے۔

"گیس ختم ہو گئی۔" چلوسک نے کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے جہاز کو ایک پہاڑی کی چوٹی پر اتار کر بند کر دیا۔

چلوسک نے جہاز کا دروازہ کھولا اور باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

ملوسک بڑی افسردگی سے جہاز کو دیکھتے ہوئے باہر جانے لگا۔

"اپنا پستول تو لے لو کام آئے گا اس کی گیس تو ختم نہیں ہوئی۔" چلوسک نے کہا۔

"اوہ ہاں میں تو پستول کو بھول ہی گیا تھا" طوسک نے کہا اور پھر اس نے ایک خانہ کھول کر اس میں سے پستول نکال لیا۔

چلوسک نے بھی اپنا پستول نکالا اور پھر وہ دونوں جہاز پر الوداعی نظریں ڈالتے ہوئے شہزادے سمیت باہر آ گئے۔

باہر آکر چلوسک نے جہاز کا دروازہ بند کیا اور پھر اس کے چھوٹے ہونے والا بٹن دبا دیا۔ جہاز تیزی سے سکڑنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک چھوٹے سے بٹن جتنا ہوگیا۔ چلوسک نے اسے اٹھاکر جیب میں ڈال لیا۔ اب وہ بیس سال بعد ہی جہاز کو بڑا کر سکتے تھے۔

"یہ کیا ہوا، جہاز کہاں گیا؟" شہزادہ پاگلوں کی طرح اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میری جیب میں ہے۔" چلوسک نے کہا اور پھر وہ بٹن نکال کر اسے دکھایا اور سمجھا دیا کہ اس نے جہاز کو چھوٹا کرلیا ہے۔

"اوہ کمال ہے، میں تو اس جادو پر سخت حیرت زدہ ہوں۔" شہزادے خوبرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"وہ دیکھو چلوسک محل کی دیوار سے کون جھانک رہا ہے۔" اچانک طوسک نے ان سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ارے واقعی یہ تو کوئی دیو لگتا ہے۔ اس کی شکل تو بالکل ویسی ہے جیسی ہم کتابوں کی تصویروں میں دیکھتے تھے۔" چلوسک بھی حیران ہوکر ادھر دیکھنے لگا۔

"ہاں یہ دیو ہمیں دیکھ رہا ہے۔ ابھی یہ ہمیں پکڑنے کے لئے آ جائیں گے۔" شہزادہ خوبرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نیام میں سے تلوار کھینچ لی۔

چند لمحوں بعد چلوسک طوسک نے دیکھا کہ اس محل کا بڑا سا پھاٹک کھلا اور دو لحیم و شحیم اور خوفناک شکلوں والے دیو باہر نکل کر ہوا میں اڑتے ہوئے ان کی طرف آنے لگے۔

"شہزادہ اور طوسک یہ بات سن لو کہ تم نے فی الحال ان کا مقابلہ نہیں کرنا۔ یہ ظاہر ہے ہمیں پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے جائیں گے۔ وہاں جاکر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔" چلوسک نے

ان دونوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور یہ بات دونوں کی سمجھ میں آگئی۔

اتنی دیر میں دونوں دیو ان کے قریب پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔

"کون ہو تم اور کہاں سے آئے ہو"؟ ایک دیو نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ زباٹا دیو کا محل نہیں ہے"۔ چلوسک نے کہا۔

"ہاں یہ دیوؤں کے سردار زباٹا دیو کا محل ہے"۔ اسی دیو نے جواب دیا۔

"کیا زباٹا دیو محل کے اندر موجود ہے"؟ چلوسک نے دوسرا سوال کیا۔

"نہیں وہ اس وقت کسی کام کی غرض سے دنیا میں گیا ہوا ہے"۔ دیو نے جواب دیا۔

"تمہارا کیا نام ہے"؟ چلوسک سوال پر سوال کیے جا رہا تھا۔

"میرا نام پالوکا دیو ہے"۔ اس دیو نے جواب دیا۔

"تو سنو پالوکا دیو! ہم بحرظلمات سے آئے ہیں۔ بحرظلمات جانتے ہو"۔ چلوسک نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں میں نہیں جانتا"۔ پالوکا دیو نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔ ویسے اب وہ قدرے پریشان ہو گیا تھا۔ دراصل جس طرح اطمینان سے چلوسک اس سے بات کر رہا تھا اس سے وہ گھبرا گیا تھا کہ یہ کوئی خاص حیثیت رکھتے ہیں۔

"بحرظلمات تاریکی کے سمندر کو کہتے ہیں۔ جہاں سب دیوتا رہتے ہیں۔ دیوؤں کا دیوتا شوشو دیوتا بھی وہیں رہتا ہے۔ شوشو دیوتا ہی سب دیوؤں کو پیدا کرتا ہے اور وہی سب کو مارتا ہے۔ وہ چاہے تو ایک لمحے میں پوری دنیا کے دیوؤں کا خاتمہ کر دے اور اگر چاہے تو دیوؤں کو اور بھی زیادہ قوت اور طاقت دے دے۔ ہم شوشو دیوتا کے نمائندے ہیں اور اس نے ایک خاص پیغام دے کر ہمیں زباٹا دیو کے پاس بھیجا ہے"۔ چلوسک نے دیو کے سامنے پوری تقریر کر ڈالی۔

"اوہ پھر تو تم ہمارے معزز مہمان ہوئے۔ آؤ پھر ہمارے ساتھ محل میں چلو۔ زباٹا دیو کل تک آ جائے گا۔ پھر تم اس سے بات کر لینا"۔ دیو نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو۔" چلوسک نے کہا۔
"ہم آپ کو اپنی پشت پر اٹھا لیتے ہیں۔ اس طرح ہم جلدی محل تک پہنچ جائیں گے۔" پالرکا دیو نے کہا۔

"تم نے بالکل صحیح سوچا ہے۔ تم خاصے عقلمند معلوم ہوتے ہو۔ ہم زرباٹا دیو سے تمہاری سفارش کریں گے کہ تمہیں کوئی اچھا سا عہدہ دے۔" چلوسک نے اُسے خوش کرنے کے لئے کہا اور پالرکا دیو نے واقعی خوشی سے دانت نکال دیئے۔ پھر چلوسک طرسک پالرکا دیو کی پشت پر سوار ہو گئے اور شہزادہ خوبرو دوسرے دیو کی کمر پر بیٹھ گیا اور دونوں دیو ہوا میں اڑنے لگے۔

چلوسک طرسک کو یہ سفر کچھ عجیب سا لگ رہا تھا اب تک وہ جہاز میں بیٹھ کر خلاؤں میں اور دوسرے سیاروں تک اڑتے رہے تھے اور اب وہ پہلی بار جہاز کی بجائے ایک خوفناک مخلوق دیو کی پشت پر بیٹھے اڑ رہے تھے۔ آج تک وہ تصویروں میں دیوؤں کو دیکھتے رہے تھے اور انہوں نے ایسی تصویریں بھی دیکھی تھیں

اور ایسی کہانیاں بھی پڑھی تھیں جن میں شہزادے دیوؤں کی پشت پر بیٹھے اڑتے ہیں۔ اور آج انہیں خود اس بات کا تجربہ ہو رہا تھا۔

دیو اڑتے ہوتے محل کے اندر پہنچ گئے۔ یہاں آکر انہوں نے ان تینوں کو نیچے اُتارا۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی بے شمار دیو ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ پالرکا دیو نے وہ تمام باتیں انہیں بتلا دیں جو چلوسک نے کہی تھیں۔

یہ باتیں سنکر باقی دیو بھی ان سے خوفزدہ ہو گئے اور ان سے ادب سے پیش آنے لگے۔

"آؤ خوشو دیوتا کے نمائندو، میں تمہیں تمہارے کمرے تک پہنچا دوں۔" پالرکا دیو نے کہا۔ اور پھر وہ انہیں اپنے ہمراہ لئے ایک کمرے کی طرف چل دیا۔

"سنو پالرکا دیو!" چلتے چلتے اچانک چلوسک نے پالرکا دیو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا بات ہے؟" پالرکا دیو نے مڑ کر پوچھا۔

"تمہارے سردار زرباٹا دیو کا یہ محل تو بیحد خوبصورت ہے۔ ہم نے بہت سے خوبصورت محل دیکھے

ہیں مگر یہ محل تو بیحد خوبصورت ہے۔" چلوسک نے محل کی طرف دیکھتے ہوئے تعریفی لہجے میں کہا۔

"ہاں ہمارا سردار بیحد عقلمند ہے۔ اس نے خود اپنی نگرانی میں یہ محل بنوایا ہے۔" پالوکا دیو نے محل کی تعریف سُن کر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"پھر پالوکا دیو، ہم آرام کرنے کمرے میں بعد میں جائیں گے۔ ہمیں پہلے اس محل کی سیر کراؤ۔" چلوسک نے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔" پالوکا دیو نے راضی ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر پالوکا دیو انہیں لے کر محل میں گھمانے لگا۔

"سردار زباٹا نے شادی کر لی ہے؟" چلوسک نے چلتے چلتے پوچھا۔

"نہیں ابھی نہیں مگر ایک ماہ بعد سردار ایک آدم زاد لڑکی سے شادی کر لے گا۔" پالوکا دیو نے انہیں بتلایا۔

"آدم زاد لڑکی سے، وہ کیوں؟" چلوسک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"بس سردار کی مرضی۔ اُسے وہ لڑکی بیحد پسند آئی تھی اس لئے سردار اُسے اٹھا لایا۔ سردار تو فوراً اس سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر وہ لڑکی نہیں مانی۔ جس پر سردار نے اُسے ایک ماہ تک سوچنے کی مہلت دی ہے۔ اگر وہ ایک ماہ کے دوران مان گئی تو ٹھیک، ورنہ پھر سردار زبردستی اس سے شادی کر لے گا۔" پالوکا دیو نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"مگر کیا وہ خاص لڑکی ہے؟" چلوسک نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں وہ ملک بوکان کی شہزادی ہے۔ اس کا نام شہزادی طاہرہ ہے وہ بیحد خوبصورت ہے بیحد خوبصورت۔" پالوکا دیو نے جواب دیا۔

"اچھا پھر تو ہم اُسے ضرور دیکھیں گے۔ یقیناً وہ بے حد خوبصورت ہوگی۔" چلوسک نے کہا۔

"ہاں بیحد خوبصورت۔ تم دیکھو گے تو ہمارے سردار کی پسند کی داد دو گے۔ آؤ میں تمہیں

اس سے ملا لاؤں۔" پالوکا دیو نے کہا اور پھر وہ انہیں
لیکر محل کے آخری حصے کی طرف بڑھ گیا۔
جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے شہزادہ
خوبرو کے دل کی دھڑکنوں میں اضافہ ہوتا جا رہا
تھا۔ اور اب وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ زباما
دیو کے آنے سے پہلے ہی وہ کسی طرح شہزادی
طاہرہ کو یہاں سے نکال کر لے جائے مگر ساتھ
ہی وہ یہ بھی سوچتا کہ زباما دیو دوبارہ محل میں
آکر شہزادی کو اٹھا کر لے جا سکتا ہے۔ آخر
اس نے چلوسک کی عقلمندی پر فیصلہ چھوڑ دیا کیونکہ
اب تک چلوسک نے انتہائی عقلمندی سے محل کے
دیوؤں کو بے وقوف بنا لیا تھا۔
آخر چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے کمرے
کے سامنے جاکر رک گئے۔ کمرے کا دروازہ باہر
سے بند تھا۔
پالوکا دیو نے دروازہ کھولا اور پھر وہ انہیں
لئے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔
شہزادہ خوبرو نے دیکھا کہ سامنے ایک پلنگ پر
شہزادی طاہرہ خاموش سر جھکائے بیٹھی تھی۔ دروازہ

کھلنے پر اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا اور پالوکا دیو
کے ساتھ آدم زادوں کو دیکھکر وہ چونک پڑی۔ اسی
لمحے اس کی نظریں شہزادہ خوبرو پر پڑیں۔ اور
ایسا محسوس ہوا جیسے اسے بجلی کا کرنٹ لگ
گیا ہو۔
"خوبرو۔" اس کے منہ سے نکلا اور وہ بجلی کی
سی تیزی سے اٹھ کر دوڑتی ہوئی شہزادہ خوبرو
سے آ کر لپٹ گئی۔
"مجھے یہاں سے لے چلو خوبرو۔ مجھے یہاں سے
لے چلو۔" وہ بری طرح روتے ہوئے کہہ رہی
تھی۔
پالوکا دیو پہلے تو چند لمحے حیرت سے کھڑا
دیکھتا رہا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر شہزادی طاہرہ
کا بازو پکڑا اور اسے کھینچ کر شہزادہ خوبرو سے
علیحدہ کرنے لگا۔
"خبردار ہٹ جاؤ۔ اسے ہاتھ مت لگاؤ۔" چلوسک
نے چیخ کر پالوکا سے کہا۔
پالوکا دیو نے گھبرا کر ہاتھ چھوڑ دیا۔
"سنو پالوکا اگر تمہیں اپنی زندگی عزیز ہے تو

خاموشی سے ایک طرف کھڑے ہو جاؤ۔ ہم شہزادی طاہرہ کو اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں۔ پھر ہم جائیں اور زہانا دیو۔ لیکن اگر تم نے ہمارے راستے میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو نتیجہ تمہاری موت ہو گا" چلوسک نے ہاتھ میں پستول لیتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تو تم شہزادی طاہرہ کو چھڑانے آئے ہو، اور تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ میں ابھی تمہاری ہڈیاں چبا جاؤں گا" پالوکا دیو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے قریب کھڑے خورسک کو پکڑنے کے لئے جھپٹا مارا۔ مگر چلوسک نے بڑی پھرتی سے پستول کا بٹن دبا دیا۔ اس کے پستول سے ایک سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور جیسے ہی شعاع دیو کے جسم سے ٹکرائی ایک ہلکا سا دھماکا ہوا پالوکا دیو کا جسم ٹکڑوں کی صورت میں پورے کمرے میں بکھر گیا۔ ہر طرف خون اور گوشت کے لوتھڑے نظر آنے لگے۔

"ارے یہ کیا ہوا پالوکا کو کیا ہوا" شہزادہ خوبرو نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"آؤ یہاں سے نکل چلیں اگر دوسرے دیوؤں کو پالوکا کے متعلق پتہ چل گیا تو سب مقابلے پر اتر آئیں گے" چلوسک نے کہا۔ اور پھر وہ شہزادی طاہرہ کو اپنے ساتھ لئے کمرے سے باہر نکل آئے۔

"چلوسک! کاش اس وقت ہمارا جہاز ٹھیک ہوتا تو ہم آسانی سے اس محل سے نکل جاتے" خورسک نے کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"ہاں مگر اب اس بات کے ذکر کا کیا فائدہ۔ بیس سال بعد دیکھا جائے گا۔ فی الحال تو ہمیں فوری طور پر محل سے نکلنے کی تدبیر سوچنی چاہیئے" چلوسک نے محل کے آخری حصے سے نکل کر وسیع صحن میں آتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ محل سے باہر نکلنے کی کوئی تدبیر سوچتے، اچانک محل میں ہلچل مچ گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے اچانک کوئی بڑی خوفیت آ گئی ہو۔

اسی لمحے ایک دیو بھاگتا ہوا ان کی طرف آیا اس نے جب شہزادی طاہرہ کو ان کے ہمراہ دیکھا

تو وہ ٹھٹک کر رک گیا۔

"کیا بات ہے؟" چلوسک نے دیو سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سردار زباٹا آ گئے ہیں اور انہوں نے تمہیں بلایا ہے۔ مگر تم نے اس کو کمرے سے کیوں نکالا ہے اور پالوکا دیو کہاں ہے۔" دیو نے کہا۔

"پالوکا کے متعلق ہمیں علم نہیں ہے اور یہ لڑکی ہمیں یہیں گھومتی ہوئی ملی ہے۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"چلو سردار کے پاس، وہی تمہارے متعلق فیصلہ کرے گا۔" دیو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"میرے خیال میں ہمیں فوراً کہیں چھپ جانا چاہیئے۔ جہاں یہ دیو ہمیں نہ دیکھ سکیں۔ زباٹا دیو بڑا ظالم ہے وہ ہمیں دیکھتے ہی کھا جائے گا۔" شہزادہ خوبرو نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں وہ بیحد ظالم ہے۔ جلدی کرو ہم چھپ جائیں۔" شہزادی طاہرہ نے بھی خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو اور سنو، زباٹا دیو کے سامنے شہزادہ خوبرو کے ساتھ واقفیت کا اظہار نہ کرنا باقی میں سنبھال لوں گا۔" چلوسک نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ انہوں نے بیس پچیس دیوؤں کو تیزی سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ ان کے آگے آگے ایک سلیم وشحیم اور خوفناک شکل والا دیو تھا۔ اس کے سر پر ایک چھوٹا سا تاج بھی موجود تھا۔ اس نے گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار پہنا ہوا تھا۔

وہ سب ان سے ذرا فاصلے پر آ کر رک گئے۔ تاج والا دیو بڑے غور سے چلوسک ملوسک اور شہزادہ خوبرو کو دیکھ رہا تھا۔ پھر شہزادی طاہرہ کو ان کے ہمراہ دیکھ کر اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔

"کون ہو تم اور تم نے شہزادی طاہرہ کو اس کے کمرے سے نکلنے کی جرأت کیسے کی؟" اچانک زباٹا دیو نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"تم زباٹا دیو ہو"؟ چلوسک نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہاں میں تمام دنیا کے دیوؤں کا سردار زباٹا ہوں۔ تم میرے سوال کا جواب دو۔" زباٹا دیو نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"میرا نام چلوسک ہے۔ اس کا نام ملوسک ہے اور یہ شہزادہ خوبرو ہے۔ ہم دیوؤں کے دیوتا شوشو دیوتا کے نمائندے ہیں اور بحرظلمات سے آئے ہیں۔" چلوسک نے کہا۔

"شوشو دیوتا وہ کون ہے؟" زباٹا دیو نے حیران ہو کر پوچھا۔

"دیوؤں کا دیوتا، جس کے ہاتھ میں دیوؤں کی زندگی اور موت ہے۔" چلوسک نے کہا۔

"مگر تم نے شہزادی طاہرہ کو کمرے سے باہر کیوں نکالا ہے؟" زباٹا دیو نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ہم شہزادی طاہرہ کو اپنے ساتھ لے جانے کے لئے آئے ہیں۔ اسے شوشو دیوتا نے اپنے پاس بلایا ہے۔" چلوسک نے کہا۔

"میں کسی شوشو موشو دیوتا کو نہیں جانتا۔ پکڑ لو انہیں اور قید خانے میں ڈال دو۔ میں کل صبح ان کا ناشتہ کروں گا۔" زباٹا دیو نے غصے سے دھاڑتے ہوئے اپنے ساتھی دیوؤں کو حکم دیا اور تین چار دیو تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگے۔

"خبردار! کوئی بھی ہماری طرف نہ آئے ورنہ شوشو دیو کی بھیجی ہوئی آگ تمہیں تباہ کر دے گی۔" چلوسک نے بھی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

مگر دیو بھلا کہاں رکتے تھے وہ تیزی سے آگے بڑھتے ہی چلے آئے۔

اسی لمحے چلوسک نے ملوسک کو اشارہ کیا اور پھر ان دونوں نے بیک وقت بٹن دبا دیئے ان کے پستولوں سے سرخ شعاعیں نکلیں اور سب سے آگے والے دو دیو ان کی زد میں آ گئے۔ دو دھماکے ہوئے اور ان دونوں دیوؤں کے جسم ٹکڑوں کی صورت میں فضا میں بکھرتے چلے گئے۔

اب تو دیوؤں میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ

پہنچتے ہوئے محل کی طرف بھاگ نکلے۔
زاماز دیو ایک لمحے کے لئے وہاں رکا اور پھر وہ بھی بھاگتا چلا گیا۔
"آؤ جلدی کرو ہم محل کے دروازے سے باہر نکل چلیں"۔ چلوسک نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے محل کے دروازے کی طرف بھاگنے لگے۔

زاباما دیو پہلے تو خوفزدہ ہوکر اپنے کمرے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ مگر وہاں پہنچ کر اس کے ذہن میں ایک خیال آگیا۔ اس نے دیکھا تھا کہ دونوں آدم زادوں کے ہاتھوں میں چھوٹی چھوٹی نلکیاں پکڑ رکھی تھیں۔ جن کے متعلق پہلے تو وہ کچھ نہیں سمجھ سکا تھا مگر پھر اس نے دیکھا کہ ان میں سے آگ کی لکیریں نکلیں اور دو دیو مر گئے۔ اس نے سوچا کہ اگر یہ نلکیاں ان آدم زادوں سے چھین لی جائیں تو پھر وہ کچھ نہیں کر سکیں گے۔
اسی لمحے ایک دیو نے بتایا کہ آدم زاد شہزادی طاہرہ کو لئے ہوئے محل کے دروازے کی طرف

بھاگے چلے جا رہے ہیں اور پہرہ دیو آگ کی
لکیر سے خوفزدہ ہو کر چھپ گئے ہیں۔
زباٹا دیو نے دل ہی دل میں ایک فیصلہ
کیا اور پھر وہ تیزی سے اس طرف بھاگنے لگا
جدھر محل کا دروازہ تھا۔
جلد ہی اس نے ان سب کو محل کے
دروازے کی طرف جاتے دیکھا۔
محل کا دروازہ بند تھا اور اس پر کُنڈے
کی جگہ لکڑی کا ایک بہت بڑا شہتیر لگا ہوا
تھا۔ زباٹا دیو نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ۔ آدم
زاد یہ شہتیر نہیں نکال سکیں گے۔ مگر دوسرے
لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ان میں
سے ایک نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی نلکی کا
رخ دروازے کی طرف کیا۔ اس کی نلکی میں
سے آگ کی لکیر باہر نکلی اور جیسے ہی وہ
دروازے پر پڑی، ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ اور
پورا دروازہ فضا میں یوں بکھر گیا جیسے وہاں
پہلے کبھی دروازہ رہا ہی نہ ہو۔
آدم زاد شہزادی طاہرہ کو ہمراہ لئے دروازے

سے باہر نکل گئے۔
اب تو زباٹا دیو کے ہاتھ پیر پھول گئے۔
غصے کے مارے اس کا دماغ کھولنے لگا۔
اس نے فوراً ایک دیو کو اپنے قریب بلایا اور
اس کے کان میں سرگوشی کی۔ وہ دیو بھاگتا
ہوا محل کے اندر چلا گیا۔
زباٹا دیو تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔
اس نے دیکھا کہ آدم زاد شہزادی طاہرہ کو ساتھ
لئے پہاڑی سے نیچے اترتے جا رہے تھے۔
اسی لمحے وہی دیو واپس آگیا جس کے کان
میں زباٹا دیو نے سرگوشی کی تھی۔ اس نے ہاتھ
میں ایک بڑا سا جال پکڑا ہوا تھا۔
دروازے پر آکر اس نے جال کو مخصوص انداز
میں حرکت دی اور پھر یہ جال اس نے
آدم زادوں کی طرف اچھال دیا۔ جال بجلی کی سی
تیزی سے اڑتا ہوا آدم زادوں کی طرف بڑھا جو
دروازے کی طرف پشت کئے پہاڑی سے نیچے
اترتے جا رہے تھے۔
جال کافی بڑا تھا اس لئے جلد ہی وہ ان

آدم زادوں پر جا گرا اور تمام آدم زاد اس کی
لپیٹ میں آگئے۔

دیو نے جال کے ایک سرے کو جو اس نے
ابھی تک اپنے ہاتھ میں تھاما ہوا تھا، مخصوص
انداز میں جھٹکا دیا اور وہ چاروں جال میں پھنس
کر گٹھڑی کی صورت میں گر گئے۔

دیو نے جال کو ایک دو مزید جھٹکے دیئے اور
جال ان چاروں کے ارد گرد اس بُری طرح سے
تنگ ہوگیا کہ وہ ہاتھ پیر ہلانے سے بھی مجبور
ہو گئے۔

دیو نے جال کو تیزی سے اپنی طرف گھسیٹنا
شروع کر دیا۔ اور وہ چاروں جال میں پھنسے ہوئے
گھسٹتے ہوئے واپس محل کے دروازے کی طرف
آنے لگے۔

جال کھینچنے والا دیو دروازے کے ستون کی آڑ
میں تھا اور زباما دیو دوسرے ستون کی آڑ میں
چھپا ہوا تھا۔

جیسے ہی وہ چاروں جال میں پھنسے ہوئے
دروازے کے قریب آئے۔ اچانک زباما دیو ستون

کی آڑ سے نکل کر ان پر جھپٹا اور پھر اس
سے پہلے کہ وہ ہاتھوں میں پکڑی ہوئی نلکیوں
کو حرکت دیتے، اس نے ان چاروں کو جال
سمیت اُٹھا کر اپنے سَر سے بلند کر لیا۔
"ان کے ہاتھوں سے نلکیاں چھین لو۔" زباٹا دیو
نے دروازے کی دوسری طرف کھڑے ہوئے دیوؤں
کو حکم دیا۔ اور ان دیوؤں نے ایک ہی جھپٹے
میں چلوسک بلوسک جو جال میں بُری طرح پھنسے
ہوئے تھے کے ہاتھوں سے پستول چھین لئے۔
پستول جیسے ہی ان کے ہاتھوں سے نکلے۔
زباٹا دیو نے انہیں نیچے پھینک دیا اور دیوؤں کے
ہاتھوں سے پستول لیکر انہیں الٹ پلٹ کر دیکھنے
لگا۔ وہ شائد یہ دیکھ رہا تھا کہ اِس میں
وہ آگ کہاں ہے جو اس میں سے نکل کر
دیوؤں کو ہلاک کر دیتی ہے۔ مگر اِن چھوٹے
سے پستولوں میں سے اُسے آگ بھلا کہاں نظر
آتی تھی۔

وہ چند لمحے انہیں الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا
پھر اس نے انہیں اپنے لبادے کی جیبوں میں
ڈال لیا۔

شہزادی طاہرہ کو جال سے نکال کر اس
کے کمرے میں پہنچا دو۔ کمرے کو باہر سے بند
کر دو۔ اور ان آدم زادوں کو قید خانے میں
ڈال دو۔ میں صبح کو ان کا ناشتہ کروں گا۔"
زباٹا دیو نے اپنے ساتھی دیوؤں کو حکم دیتے
ہوئے کہا۔ اور خود وہ اپنے خاص کمرے کی
طرف بڑھ گیا۔
دیوؤں نے مل کر جال کھول کر اس میں
سے شہزادی طاہرہ کو نکال لیا اور پھر ایک
دیو اُسے اٹھا کر محل کے آخری حصے کی طرف
بڑھ گیا۔
شہزادی طاہرہ بُری طرح رو رہی تھی کیونکہ
اُسے شہزادہ خوبرو اور اُس کے ساتھیوں کا
انجام نظر آ گیا تھا۔ مگر وہ بے بس تھی۔ کیا
کر سکتی تھی۔
باقی دیوؤں نے ان تینوں کو جال سے باہر
نکالا اور انہیں پکڑ کر قید خانے کی طرف
لے جانے لگے۔

پستول چھن جانے کے بعد چلوسک طوسک بھی بے بس ہو چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے کوئی مزاحمت نہ کی اور دیوؤں نے انہیں ایک بڑے سے کنوئیں نما قید خانے میں ڈال دیا۔

یہ ایک بہت بڑا کنواں تھا جس کی گہرائی بہت زیادہ تھی۔ اس کی چھت پر لوہے کا ایک مضبوط جال بنا ہوا تھا۔ دیوؤں نے ان تینوں کو اس کنوئیں میں چھوڑ دیا تھا اور اوپر سے جال رکھ دیا تھا۔ اب وہ کسی بھی صورت میں کنوئیں سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔

"اب کیا ہوگا زباٹا دیو تو صبح ہمیں کھا جائے گا۔" طوسک نے چلوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے سے خوف ٹپک رہا تھا۔

"دراصل ہم سے غلطی ہوگئی۔ ہمیں محل سے باہر نکلنے سے پہلے زباٹا دیو کا خاتمہ کر دینا

چاہیئے تھا پھر اور کوئی دیو ہم پر ہاتھ ڈالنے
کی جرأت نہ کرتا۔" چلوسک نے پریشان لہجے میں
جواب دیا۔
"مجھے افسوس ہے دوستو کہ میری وجہ سے
تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے۔ مجھے تو اپنا انجام
صاف نظر آرہا ہے۔" شہزادہ خوبرو نے دھیمے اور
افسوس سے پُر لہجے میں کہا۔
"مایوس نہیں ہونا چاہیئے شہزادہ خوبرو، تم تو
اکیلے زباٹا دیو کا مقابلہ کرنے آرہے تھے اور
اب تو ہم تین ہیں۔" چلوسک نے اسے تسلی
دیتے ہوئے کہا۔
"کاش ہمارا جہاز ٹھیک ہوتا تو ہم اس زباٹا
دیو کو اچھی طرح دیکھ لیتے۔" ملوسک کو ابھی تک
جہاز کا افسوس تھا۔
"اب ایک ہی صورت ہے کہ کسی طرح زباٹا
دیو کے قبضہ سے پستول حاصل کیے جائیں۔ ورنہ
ہم ہاتھوں سے تو ان دیوؤں کا مقابلہ نہیں کر
سکتے۔" چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"پستول تو تب حاصل کریں گے جب اس

کنوئیں سے باہر نکلیں گے۔ پہلی بات تو یہ
ہے کہ یہاں سے کیسے نکلیں۔" ملوسک نے کہا۔
"میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔"
شہزادہ خوبرو نے اچانک کہا۔
"وہ کیا" چلوسک ملوسک دونوں نے بیک وقت
پوچھا۔
شہزادہ خوبرو جواب دینے کی بجائے اٹھ کھڑا
ہوا۔ اس نے نیام سے تلوار نکالی اور پھر اپنی
کمر سے بندھا ہوا خنجر بھی باہر نکال لیا۔
اس نے پہلے خنجر کو پوری قوت سے
کنوئیں کی ایک درز میں پیوست کر دیا اور پھر
اچھل کر تلوار کو اس سے ذرا اونچا دیوار میں
پیوست کر دیا۔
پھر اس نے اچھل کر تلوار کو پکڑا اور خنجر
پر پیر رکھ کر اس پر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ
کنوئیں کی سطح سے کافی بلندی پر پہنچ گیا تھا
پھر اس نے تلوار پر اچھی طرح سے ہاتھ جمایا
اور دوسرے ہاتھ سے جھک کر اس نے پیر
کے نیچے سے خنجر نکال لیا۔ اب وہ تلوار کو

ایک ہاتھ سے پکڑے اس کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ اس نے خنجر والا ہاتھ اونچا کیا اور اُسے اپنے ہاتھ کی بلندی پر پیوست کر دیا۔ اور پھر خنجر کے ذریعے لٹک کر اس نے تلوار کھینچ کر اپنے سر سے اونچا کر کے دیوار میں پیوست کر دی اس طرح وہ باری باری ایک کے سہارے لٹک کر دوسرے کو دیوار میں اونچائی پر پیوست کر کے اوپر چڑھتا چلا گیا۔

کئی بار وہ گرتے گرتے بچا مگر اس نے جلد ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ وہ اوپر چڑھتا ہوا آخر کار کنوئیں کے اوپر موجود لوہے کے جال تک پہنچ گیا۔ اس نے جال کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنی دونوں ٹانگیں اس کے ایک بڑے سے سوراخ سے گزار کر اس نے پھرتی سے ایک قلابازی کھائی اور وہ جال کی دوسری طرف ہو کر اس کے اوپر لیٹ گیا۔

جال کے سوراخ انسانی جسم کی نسبت زیادہ چوڑے تھے۔ شاید دیوؤں نے انہیں اپنی جسامت کے مطابق بنایا تھا اور پھر ان کے ذہن میں بھی یہ تصور نہ ہوگا کہ اتنے گہرے کنوئیں سے کوئی انسان جال تک پہنچ سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے پاس کوئی پہرے دار موجود نہ تھا۔ یہ کنواں چونکہ محل کے بالکل آخری حصے میں تھا اس لیے یہاں انہیں کوئی دیو بھی باہر نکلتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

شہزادہ خوبرو نے تلوار اور خنجر نیچے پھینک دیئے تھے۔ اور اب ملوسک اسی طرح باری باری ان دونوں کو درزوں میں پیوست کرتا ہوا اوپر چڑھتا چلا آرہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ملوسک بھی بخیر و خوبی جال کے سوراخ میں سے گذر کر اوپر آگیا۔ تلوار اور خنجر ایک بار پھر نیچے پھینک دیئے گئے اور اس بار چلوسک ان کی مدد سے اوپر چڑھ آیا۔ جب وہ تینوں کنوئیں سے باہر نکل آئے تو شہزادہ خوبرو نے تلوار دوبارہ نیام میں ڈالی اور خنجر اپنی کمر سے باندھ لیا۔

"شہزادے تم واقعی بیحد عقلمند اور بہادر ہو۔

"ایسی ترکیب تو شاید قیامت تک ہمارے دماغ
میں نہ آتی۔" چلوسک نے شہزادہ خوبرو کی تعریف
کرتے ہوئے کہا۔

"بس اچانک ہی میرے دماغ میں بات آگئی
تھی۔ بہرحال اب ہمیں آگے کے متعلق کچھ سوچنا
چاہیے۔" شہزادہ خوبرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں رات تک کہیں چھپ
کر رہنا چاہیے۔ رات کو جب زباٹا دیو سو جاتے
اور باقی دیو بھی سو جائیں۔ اس وقت ہم زباٹا
دیو کے کمرے میں جاکر پستول حاصل کرلیں۔" چلوسک
نے کہا۔

"ہاں شام تو ہو ہی گئی ہے۔ رات ابھی
پڑنے ہی والی ہے۔" چلوسک نے بھی رضامند ہوتے
ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے اس دوران ہمیں شہزادی طاہرہ
کو ڈھونڈ کر اپنے ساتھ رکھ لینا چاہیے۔ کہیں
ایسا نہ ہو کہ زباٹا دیو پنچ جاتے اور پھر وہ
شہزادی کو نقصان پہنچا دے۔" شہزادہ خوبرو
نے کہا۔

"نہیں ہم زباٹا دیو کو ہلاک کرنے کے بعد
آسانی سے شہزادی طاہرہ کو ڈھونڈ لیں گے۔
ایسا نہ ہو کہ شہزادی طاہرہ کو ڈھونڈنے کے
دوران ہم دیوؤں کی نظر میں آ جائیں اور
زباٹا دیو ہمارے فوری قتل کا حکم دے دے۔"
چلوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا اور بات
شہزادہ خوبرو کی سمجھ میں آگئی۔

چنانچہ وہ تینوں ایک طرف موجود بڑی بڑی
جھاڑیوں کے پیچھے رات پڑنے کے بعد دیوؤں کے
سو جانے کے انتظار میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

اپنے کمرے میں پہنچ کر زباٹا دیو نے ایکبار اپنی جیب سے دونوں پستول نکالے اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ یہ نلکیاں اس کی سمجھ سے بالاتر تھیں۔ ایک بار اس کی انگلی ٹریگر پر پڑی مگر اس نے اسے دبایا نہیں کیونکہ وہ انہیں دباتے ہوئے ڈرتا تھا۔

کافی دیر تک سوچ بچار کرنے کے بعد جب اسے کوئی بات سمجھ نہ آئی تو اچانک اسے ایک بہت بوڑھے اور عقلمند دیو کا خیال آگیا جو یہاں سے تھوڑی دور ایک پہاڑی غار میں رہتا تھا۔ یہ دیو علم نجوم کا بھی ماہر تھا اور ہر مشکل کا حل جانتا تھا۔

زباٹا دیو نے سوچا کہ اس نجومی دیو سے ان تھیلیوں کا راز پوچھا جائے۔ چنانچہ اس نے نجومی دیو کو اپنے پاس بلانے کا فیصلہ کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے تالی بجائی۔

دوسرے لمحے ایک دیو کمرے کے اندر داخل ہوا اور سر جھکا کر کھڑا ہوگیا۔

"بابا نجومی دیو کو میرے پاس لے آؤ۔ اور سنو! ان آدم زادوں کو قید کر دیا گیا ہے یا نہیں؟" زباٹا دیو نے پوچھا۔

"جی ہاں سردار! آدم زادوں کو کنوئیں میں قید کر دیا گیا ہے اور شہزادی طاہرہ کو ایک کمرے میں قید کر کے باہر سے دروازہ بند کردیا گیا ہے اور دو دیو دروازے کے باہر کھڑے پہرہ دے رہے ہیں۔" آنے والے دیو نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، نجومی دیو کو فوراً حاضر کیا جائے میں اس کا انتظار کر رہا ہوں۔" زباٹا دیو نے کہا اور دربان دیو سر ہلا کر تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ دوبارہ کھلا اور ایک انتہائی بوڑھا دیو اندر داخل ہوا اس کی کمر جھکی ہوئی تھی اور اس کی سفید داڑھی اس کے پیروں تک آ رہی تھی۔ پورے جسم اور چہرے پر جھریاں ہی جھریاں تھیں۔

"آؤ نجومی بابا، میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"۔ زباٹا دیو نے کھڑے ہوکر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"آج سردار کو میری کیا ضرورت پڑ گئی"۔ نجومی دیو نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

زباٹا دیو نے نجومی دیو کو ایک کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا اور پھر دونوں پستول اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیئے۔

"ان نلکیوں کو دیکھو نجومی بابا اور مجھے بتاؤ یہ کیا ہے۔ ان میں سے آگ کی لکیریں نکلتی ہیں اور دیو کے جسم کے پرخچے ہوا میں اڑ جاتے ہیں"۔ زباٹا دیو نے اُسے بتایا۔

"کیا مطلب، میں سمجھا نہیں، ان میں تو مجھے کہیں آگ نظر نہیں آ رہی"۔ نجومی دیو نے

پستول ہاتھ میں لیکر اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہی بات تو مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں بلایا ہے۔ تاکہ تم اس کا راز مجھے سمجھاؤ۔ میں نے خود ان میں سے آگ نکلتی دیکھی ہے اور دیوؤں کے جسموں کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے۔ دیو تو ایک طرف محل کا بڑا دروازہ اس آگ کی وجہ سے ٹوٹ گیا ہے"۔ زباٹا دیو نے کہا۔

"مگر یہ آئے کہاں سے ہیں"؟ نجومی دیو نے پوچھا۔

"میں نے انہیں آدم زادوں سے چھینا ہے۔ ان نلکیوں کی مدد سے انہوں نے میرے کئی دیو مار ڈالے ہیں اور محل کا دروازہ توڑ ڈالا ہے"۔ زباٹا دیو نے جواب دیا۔

"حیرت ہے۔ بہرحال ویسے تو میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آئی۔ لیکن اگر تم کہو تو میں نجوم کی مدد سے اس کا پتہ چلاؤں"۔ نجومی بابا نے کہا۔

"ہاں ہاں ضرور۔ اور ہاں مجھے یاد آیا۔ یہ بتاؤ بحر ظلمات میں کہیں دیوؤں کا دیوتا شوشو دیوتا بھی ہے۔ میں نے تو کبھی اس کا نام نہیں سنا۔" زبانا دیو نے کہا۔

"شوشو دیوتا"۔ بوڑھے دیو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں وہ آدم زاد جن سے میں نے یہ نلکیاں چھینی ہیں یہی کہہ رہے تھے کہ وہ شوشو دیوتا کے نمائندے ہیں"۔ زبانا دیو نے اسے بتایا۔

"نہیں میں نے تو کبھی نہیں سنا۔ بہرحال میں حساب لگاتا ہوں، سب کچھ پتہ چل جائے گا"۔ بوڑھے دیو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنی بغل میں لٹکا ہوا ایک بڑا سا تھیلا نکالا اور اس میں سے پتھر کی ایک سلیٹ نکال کر سامنے رکھی اور تھیلے میں سے ایک کوئلہ نکال کر اس سلیٹ پر لکیریں ڈالنی شروع کر دیں۔

کبھی وہ کسی لکیر کو ہاتھ سے مٹا دیتا کبھی

اور بنا دیتا۔

آخر آدھے گھنٹے بعد اس نے سر اٹھایا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"سردار! شوشو دیوتا والی بات تو غلط ہے باقی رہی یہ نلکیاں تو یہ نلکیاں انسانوں کی بنی ہوئی ہیں اور ان سے تباہی پھیلتی ہے باقی کوئی بات حساب نہیں بتاتا۔ البتہ ایک بات اور۔ ان آدم زادوں سے تمہیں شدید خطرہ لاحق ہے۔ تم ان سے بچ کر رہو"۔ بوڑھے نجومی نے کہا۔

"مجھے ان حقیر آدم زادوں سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ میں صبح ان کو کھا جاؤں گا۔ اس وقت یہ قید میں ہیں"۔ زبانا دیو نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بہرحال جو کچھ میرے حساب نے مجھے بتایا ہے میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ آگے تمہاری مرضی"۔ نجومی دیو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ میں صبح

ان آدم زادوں پر سختی کر کے ان نلکیوں کا راز ان سے ہی پوچھ لونگا" زباٹا دیو نے کہا اور نجومی دیو اُسے سلام کر کے خاموشی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

زباٹا دیو کچھ دیر ان نلکیوں کو اٹھاکر دوبارہ دیکھتا رہا پھر اس نے انہیں ایک طرف رکھا اور خود پلنگ پر سونے کے لئے لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے خراٹوں سے کمرہ گونجنے لگا۔

رات کافی گزر چکی تھی اور پورے محل پر خاموشی طاری تھی۔ صرف پہرے دار محل کے بڑے دروازے کے آگے کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔

اس وقت چلوسک ملوسک نے اپنی کارروائی شروع کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر وہ جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر دبے پاؤں محل کی طرف بڑھنے لگے۔

محل میں پہنچ کر وہ مختلف برآمدوں سے گزرتے رہے۔ محل کے اندر کہیں بھی کوئی دیو پہرے پر نظر نہیں آرہا تھا۔ شاید زباٹا دیو نے کبھی اس کی ضرورت ہی محسوس نہ کی ہو۔

مختلف برآمدوں سے گذرنے کے بعد جب وہ
ایک موڑ پر پہنچے تو انہوں نے ایک کمرے کے
دروازے پر دو دیوؤں کو ہاتھ میں بڑی بڑی
تلواریں اٹھائے کھڑا دیکھا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہی
کمرہ زباٹا دیو کی خواب گاہ ہوگا۔ مگر اب مسئلہ
یہ تھا کہ ان پہرے داروں کو قتل کئے بغیر
وہ اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ اور ان کا
قتل بغیر پستولوں کے بڑا مشکل تھا۔

"کمرے کا ضرور کوئی روشندان ہو گا
کیوں نہ اس روشندان کے ذریعے اندر داخل ہم
ہوں۔ اس طرح ہم پہریداروں کی نظروں میں
آنے سے بچ جائیں گے۔" طوسک نے کہا اور
اس کی بات پر شہزادہ خوبرو اور چلوسک نے
سر ہلا دیا۔

چنانچہ واپس مڑ گئے اور پھر انہیں جلد
ہی اوپر جانے والی سیڑھیاں نظر آ گئیں۔ وہ
سیڑھیاں چڑھ کر دوسری منزل پر پہنچ گئے یہاں
ایک راہداری تھی جس میں کمروں کے روشندان
موجود تھے۔ یہ روشندان بھی انسانوں کے دروازوں

جتنے بڑے بڑے تھے۔ مختلف روشندانوں سے
جھانکتے ہوئے آخرکار وہ اس روشندان تک پہنچ
گئے جو زباٹا دیو کی خوابگاہ میں کھلتا تھا۔

انہوں نے روشندان سے جھانکا تو انہیں
پلنگ پر زباٹا دیو سویا ہوا نظر آگیا۔ ان کے
پستول بھی ایک طرف پڑے ہوئے تھے۔ اب
مسئلہ تھا نیچے اترنے کا۔ روشندان کافی اونچائی
پر تھا اور ان کے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہ
تھا جس سے وہ نیچے اتر سکتے۔

چلوسک اور شہزادہ خوبرو ابھی نیچے اترنے کی
ترکیبیں ہی سوچ رہے تھے کہ اچانک طوسک
نے روشندان میں سے دیو کے بڑے سے
پیٹ پر چھلانگ لگا دی۔

طوسک ایک دھماکے سے زباٹا دیو کے پیٹ
پر جا گرا اور پھر یوں اچھل کر نیچے فرش پر
آ رہا جیسے وہ کسی سپرنگ دار گدے پر
گرا ہو۔

زباٹا دیو بھی اپنے پیٹ پر ضرب لگنے
سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور پھر جیسے ہی

اس کی نظر فرش پر سے اٹھتے ہوئے ملوسک پر پڑی۔ اس نے غصے سے دھاڑتے ہوئے اس کو پکڑنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ مگر ملوسک نے انتہائی پھرتی سے چھلانگ لگائی اور اس جگہ پہنچ گیا جہاں پستول موجود تھے اس نے جھپٹ کر پستول اٹھالیا۔ مگر اسی لمحے زباٹا دیو نے اپنے لمبے سے ہاتھ سے اس کی گردن پکڑ لی اور اُسے ہوا میں اٹھا لیا۔

"میں ابھی تمہیں کھا جاتا ہوں"۔ زباٹا دیو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے ملوسک کو اپنے غار نما منہ میں ڈالنا چاہا۔

ملوسک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن کسی خوفناک شکنجے میں پھنس گئی ہو۔ زباٹا کے ہاتھ کا دباؤ اتنا تھا کہ اُسے محسوس ہو رہا تھا جیسے ایک لمحے بعد اس کا دم نکل جائے گا۔ مگر اس سے پہلے کہ زباٹا دیو اُسے اپنے منہ میں ڈالتا۔ ملوسک نے پستول کا ٹریگر دبا دیا۔ پستول سے سرخ شعاع نکل کر زباٹا دیو کے جسم پر پڑی اور ایک دھماکہ ہوا

دوسرے لمحے ملوسک اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گرا۔

زباٹا دیو کے جسم کے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔ ہر طرف خون ہی خون اور گوشت ہی گوشت پھیل گیا۔ دھماکے کی آواز سنکر باہر کھڑے پہرے دار دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔ مگر اب ملوسک پوری طرح ہوشیار تھا۔ اس لئے وہ دونوں بھی ٹکڑوں کی صورت میں فرش پر بکھر گئے۔

ملوسک نے اپنی بہادری سے زباٹا دیو کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اس دوران چلوسک نے پلنگ پر چھلانگ لگا دی اور اس کے پیچھے شہزادہ خوربرد بھی چھلانگ لگا کر نیچے اتر آیا۔

"تم نے کمال بہادری دکھائی ملوسک، ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس طرح بھی زباٹا دیو کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے"۔ چلوسک نے ملوسک کی پشت تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"آؤ اب باہر چلیں اور جو دیو نظر آئے اس کا خاتمہ کر دیں"۔ ملوسک نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور اس نے دوسرا پستول چلوسک

کے حوالے کر دیا۔ اور پھر وہ تینوں کمرے سے باہر آ گئے اور شہزادی طاہرہ کو ڈھونڈنے لگے۔ اس دوران انہوں نے ہر اس دیو کا جو ان کے سامنے آیا خاتمہ کر دیا۔

آخرکار وہ اس کمرے تک پہنچ گئے جہاں شہزادی طاہرہ قید تھی۔ چونکہ محل کا یہ حصہ اصل محل سے بہت دور تھا اس لئے وہاں کے دیوؤں کو مرنے والے پہرے دار دیوؤں کا پتہ ہی نہ چل سکا تھا۔ وہ اسی طرح اطمینان سے کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔

چنانچہ اس سے پہلے کہ وہ ہوشیار ہوتے چلوسک طوسک نے پستولوں کے ٹریگر دبا کر ان کا خاتمہ کر دیا اور دروازہ کھول کر شہزادی طاہرہ کو باہر نکال لیا۔

جب شہزادہ خوبرو نے اُسے بتایا کہ زباطا دیو مر گیا ہے تو خوشی کے مارے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اب ان سب کا رخ محل کے دروازے کی طرف تھا۔

چلوسک طوسک ایک بات سمجھ میں نہیں آتی

کہ اب ہم اس خوفناک صحرا کو کیسے پار کریں گے جبکہ شہزادی طاہرہ بھی ہمارے ساتھ ہے" شہزادہ خوبرو نے چلتے چلتے کہا۔

"اوہ ہاں اس کا تو ہمیں خیال ہی نہیں آیا" چلوسک نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ ایک بار پھر ہم دیو کی کمر پر چڑھ کر سفر کریں۔ اس طرح ہم آسانی سے شہزادہ خوبرو کے محل تک پہنچ جائیں گے" ملوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں یہ ٹھیک ہے۔ ایسا کرتے ہیں دو دیوؤں کو ذرا دھمکا کر راضی کر لیتے ہیں" چلوسک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دونوں محل کی طرف مڑ گئے۔ محل کے دیو ان کے خوف سے کمروں میں دبک گئے تھے۔ چنانچہ جیسے ہی چلوسک ملوسک نے ایک کمرے میں جھانکا۔ اس میں چھپے ہوئے دو دیو ڈر گئے کہ وہ انہیں آگ سے مارنے آئے ہیں۔ انہوں نے فوراً آگے بڑھ کر ان کے پیر پکڑ لئے اور اپنی جان بخشی کے لئے

فریاد کرنے لگے۔

"تمہاری ایک شرط پر جاں بخشی ہو سکتی ہے کہ تم ہمیں اپنی کمر پر بٹھا کر شہزادہ خوبرو کے محل تک پہنچا دو" چلوسک نے رعب دار لہجے میں کہا۔

"ہمیں منظور ہے۔ مگر ہمیں مارو مت، ہم تمہارا ہر حکم مانیں گے" دیوؤں نے کہا۔

"نہیں پہلے حضرت سلیمان کی قسم کھا کر کہو کہ تم آج کے بعد ہمارے غلام ہو۔ اور مرتے دم تک ہمارے حکم کی تعمیل کرو گے"۔ اچانک چلوسک نے ایک خیال کرتے ہی کہا۔ اس نے کہانیوں میں پڑھا تھا کہ دیو ایک بار حضرت سلیمان کی قسم کھا لیں تو پھر وہ دھوکا نہیں دے سکتے۔

دیوؤں نے اپنی جانیں بچانے کے لئے فوراً قسمیں کھا لیں اور پھر چلوسک ملوسک انہیں لیکر باہر آ گئے۔

تھوڑی دیر بعد ایک دیو کی کمر پر چلوسک ملوسک اور دوسرے دیو کی کمر پر شہزادہ خوبرو

اور شہزادی طاہرہ سوار ہو گئے اور دیو تیزی سے فضا میں اڑتے ہوئے صحرا کی طرف بڑھنے لگے۔

شہزادہ خوبرو خوش تھا کہ وہ اپنی منگیتر کو ذہانا دیو کے پنجے سے چھڑانے میں کامیاب ہو گیا ہے اور چلوسک ملوسک خوش تھے کہ انہوں نے ایک کارنامہ انجام دیا ہے اور ایک مظلوم کی مدد کی ہے۔

چلوسک سوچ رہا تھا کہ وہ آئندہ بھی ان غلام دیوؤں سے کام لیتا رہے گا اور بیس سال کا عرصہ مظلوموں کی مدد کرنے میں گزار دے گا۔ ادھر دیو تیزی سے شہزادہ خوبرو کے محل کی طرف اڑتے چلے جا رہے تھے۔

ختم شد